قسط:1

سلمان خان کی 2014ء میں ریلیز ہونے والی فلم ''کک'' کا ایک مکالمہ تھا ''میرے بارے میں اتنا مت سوچنا۔ میں دل میں آتا ہوں، سمجھ میں نہیں آتا۔''

شاید سلمان کی زندگی کا خلاصہ بھی یہی ہے۔ وہ کروڑوں لوگوں کے دلوں میں رہتے ہیں لیکن ان کے بارے میں بہت سی باتیں لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ 2015ء میں ریلیز ہونے والی ان کی فلم ''بجرنگی بھائی جان'' بھارتی فلم انڈسٹری کی تاریخ میں سب سے زیادہ پیسہ کمانے والی فلم ہے۔ اس کی آمدنی 600 کروڑ روپے سے بھی زیادہ تھی۔ سلمان خان کی فلمیں تو اسی طرح آمدنی کے ریکارڈ قائم کرتی رہتی ہیں لیکن ان کی ذاتی زندگی ہمیشہ تنازعات، الزامات، جھگڑوں اور قانونی کارروائیوں یا مقدمے بازیوں میں اُلجھی رہتی ہے۔ ان کے مداح ان کے مختلف روپ فلموں میں دیکھتے رہتے ہیں اور ان کا ایک روپ ان کے سامنے وہ آتا ہے جو ان کے بارے میں، آئے دن طرح طرح کی خبریں چھپنے کے بعد تخلیق ہوتا ہے۔ اکثر لوگ حیرت سے یہی سوچتے رہتے ہیں کہ سلمان کا اصل روپ کون سا ہے؟

اصل سلمان خان کو جاننے کے لئے ہمیں نہ صرف ان کی حقیقی زندگی کو بہت قریب سے دیکھنا پڑے گا بلکہ ان کے خاندانی پس منظر میں بھی بہت دُور تک جانا پڑے گا۔ کچھ چیزیں شاید ان کے جینز میں ہیں، نسل در نسل انہیں ورثے میں ملی ہیں۔ ان کے بارے میں مشہور ہونے والے تنازعات اور اسکینڈلز کا سلسلہ تقریباً اتنا ہی طویل ہے جتنا ان کا کیریئر...... انہیں فلموں میں کام شروع کئے 25 سال سے زیادہ ہو گئے ہیں اور ابتداء ہی سے اسکینڈلز، تنازعات اور منفی باتیں ان کے ساتھ ساتھ چل رہی ہیں۔ کبھی کبھی تو ان کی شہرت، شہرت سے زیادہ رسوائی لگنے لگتی ہے لیکن پھر ان کا دوسرا روپ بھی سامنے آتا ہے، جسے نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔

وہ رفاہی کام بھی کرتے ہیں۔ باقاعدہ ایک این جی او چلاتے ہیں اور اپنی آمدنی کا ایک بڑا حصہ فلاحی کاموں پر خرچ کرتے ہیں۔ ان کی فلاحی سرگرمیاں زیادہ تر غریب اور نادار بچوں کے لئے ہوتی ہیں۔ انہوں نے جب Being Human کے نام سے این جی او بنائی تھی تو ان کے بارے میں بدگمان رہنے والے زیادہ تر لوگوں کا خیال تھا کہ انہوں نے یہ تنظیم بھی شاید زیادہ سے زیادہ خبروں میں رہنے کے لئے بنائی ہے لیکن نہ جانے ایسے لوگوں نے اس حقیقت کو محسوس کیا یا نہیں کہ اس تنظیم کی سرگرمیوں کے بارے میں شاذ و نادر ہی کوئی خبر چھپتی ہے اور وہ بھی سلمان خان کسی کو نہیں بتاتے، کوئی خود ہی معلوم کر کے چھاپ دے تو چھاپ دے۔

فلم انڈسٹری کے اُفق پر ستارے تو نمودار ہوتے ہی رہتے ہیں اور کچھ برسوں تک اپنی آب و تاب دکھانے کے بعد معدوم ہو جاتے ہیں لیکن بولی وڈ میں تین ستاروں کی مثلث...... تین خان...... یا تین آفتاب 25 سال سے مسلسل جگمگا رہے ہیں۔ آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے، ہم عامر، سلمان اور شاہ رخ خان کی بات کر رہے ہیں، جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ فلم انڈسٹری پر انہی تین ''خانوں'' کا راج ہے۔ عجیب اتفاق ہے کہ تینوں 1965ء میں پیدا ہوئے۔ 2015ء میں تینوں پچاس سال کے ہو چکے ہیں لیکن لگتا ہے کہ تینوں پر ہی عمر کچھ زیادہ اثرانداز نہیں ہوئی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تینوں کی مقبولیت اور ''اسٹار پاور'' کم ہونے کے بجائے بڑھ رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان تینوں نے بولی وڈ میں ''ہیروازم'' کی نئی تعریف متعین کی ہے۔

تاہم اس میں بھی شک نہیں کہ ان تینوں میں، سب سے زیادہ سلمان خان کی ذات متنازعہ رہی۔ وہ سب سے زیادہ منفی خبروں کی زد میں رہے ہیں۔ کئی بے مثال فلمی حسینائیں جو خود اپنی جگہ بولی وڈ کی سپر اسٹارز بنیں، ان سے سلمان کے تعلقات بننے اور پھر بگڑنے کی کہانیاں، پھر مختلف مقدمات میں سلمان خان کے ملوث ہونے کی کہانیاں، ان سب نے سلمان خان کا امیج کچھ ایسا بنایا کہ بعض اوقات تو انہیں بولی وڈ کے ''بیڈ بوائے'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہ فلموں کے ہیرو ہیں لیکن کبھی کبھی لوگوں کو شبہ ہونے لگتا ہے کہ شاید حقیقی زندگی میں وہ ولن ہیں۔

ممبئی کے ساحلی علاقے باندرہ میں واقع ''گیلکسی اپارٹمنٹس'' نامی ایک بلڈنگ میں سلمان خان تین بیڈروم کے ایک اپارٹمنٹ میں اپنے والد کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان کے گھر اور رہن سہن کو دیکھ کر یقین نہیں آتا کہ یہ بولی وڈ کے اتنے بڑے اسٹار کا گھر ہے۔ اسی اپارٹمنٹ کی ایک بالکونی میں کھڑے ہو کر سلمان خان کبھی کبھی اپنے پرستاروں کی طرف دیکھ کر ہاتھ ہلاتے ہیں۔ ان کے والد سلیم خان پہلی ملاقات کی ابتدا میں ذرا سخت مزاج لگتے ہیں لیکن بات چیت آگے بڑھتی ہے تو احساس ہوتا ہے کہ وہ نہایت دوستانہ مزاج کے مالک ہیں۔ ان کے پاس علم اور تجربات کا وسیع ذخیرہ ہے۔ وہ تعلیم یافتہ بھی ہیں اور خاندانی بھی...... اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے زندگی میں بہت کچھ دیکھا ہے۔ وہ جس مہمان کو وقت دے کر اپنے ہاں مدعو کرتے ہیں، اس سے باتوں کے دوران اگر کھانے کا وقت ہو جائے تو پھر وہ اسے کھانا کھلائے بغیر جانے نہیں دیتے، خواہ اس کے ساتھ پانچ سات آدمی اور بھی ہوں۔

بڑے بوڑھے کہا کرتے تھے ''تخم پہ تاثیر، صحبت کا اثر۔'' سلمان خان کو دیکھ کر، اس سے مل کر اور اسے جان کر اس مقولے کے سو فیصد درست ہونے کا یقین ہونے لگتا ہے۔ انسان کا حسب نسب اور جس ماحول یا صحبت میں وہ پرورش پاتا ہے، وہ سب مل کر اس کی شخصیت کی تعمیر و تشکیل کرتے ہیں۔ عام آدمی کے ذہن میں سلمان خان کا جو امیج بن چکا ہے، سلمان خان وہ نہیں۔ جو لوگ انہیں دُور دُور سے جانتے ہیں، وہ درحقیقت انہیں نہیں جانتے۔

ان کے آباؤ اجداد کا تعلق اندور شہر سے ہے اور سلمان کی شخصیت پر اس شہر کے گہرے اثرات ہیں۔ اس شہر میں بہت سی ایسی چیزیں اور مقامات ہیں، جن کا تعلق سلمان کے خاندان کی تاریخ سے ہے۔ یہاں وہ اسپتال، قبرستان، سرسبز میدان اور کنوئیں ہیں، جن سے سلمان کی گزشتہ کئی نسلوں کا تعلق رہا ہے۔ وہ اسکول اور کالج ہیں جن میں سلمان ہی نہیں بلکہ ان کے والد اور دادا نے بھی تعلیم پائی۔ جس سلمان کو، اور جیسے سلمان کو لوگ جانتے ہیں، یہاں بہت سی ایسی چیزیں ہیں، جنہیں دیکھ کر تھوڑا بہت سراغ ملتا ہے کہ وہ ایسے کیوں ہیں۔ یہیں ان بزرگ ہستی کا مزار ہے جنہیں سلمان کے باپ، دادا اور پردادا پیر مانتے تھے۔ یہ مزار ڈیڑھ سو سال پرانا ہے۔

اندور کے علاوہ جودھپور سے بھی سلمان خان کا گہرا خاندانی تعلق ہے۔ اس شہر کے میدانوں، چراگاہوں اور جنگلوں کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ سلمان خان پر سیاہ ہرنوں کے شکار کا جو الزام آیا تھا اور جس پر انہیں سزا بھی ہوئی تھی، اس کا نفسیاتی پس منظر کیا رہا ہوگا۔ اس نفسیاتی پس منظر کا تعلق جودھپور سے ہے، جہاں کالے ہرن پائے جاتے ہیں، جنہیں ''چنکارا'' کہا جاتا ہے، جو معدومیت کے خطرے سے دوچار ہیں، اسی لئے ان کا شکار سنگین جرم ہے۔

سلمان خان کو تنازعات سے قدم قدم پر واسطہ پڑتا رہا ہے۔ کبھی نریندر مودی کے ساتھ ان کی، اُس وقت پتنگ اُڑانے کی تصویریں چھپ جاتی ہیں، جب وہ گجرات کے وزیراعلیٰ تھے، تو ایک ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے۔ کبھی وہ ملائم سنگھ یادیو کے گاؤں میں ایک تقریب کے دوران ڈانس کرتے ہیں تو تنازع اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ ایک بار وہ سری لنکا کے سابق صدر مہیندا راج پکسا کے لئے ایک مہم چلا رہے تھے تو باندرہ میں ان کے گھر کے سامنے بہت سے تامل افراد نے زبردست ہنگامہ اور احتجاج کیا۔ مہیندا پر الزام ہے کہ تامل ٹائیگرز کی تحریک کو کچلنے کے دوران انہوں نے مبینہ طور پر تامل قوم کے ساتھ بہت سی زیادتیاں کیں، اس لئے بہت سے تامل ان کے خلاف ہیں۔

(جاری ہے)

سلمان پر جب اپنی گاڑی سے ایک آدمی کو کچلنے کا الزام آیا اور ہائی کورٹ نے ان کی ضمانت منظور کرلی، تب بھی ان کے خلاف خاصا ہنگامہ ہوا تھا۔ سلمان کی فلموں کے بارے میں ایسی سنسنی خیز سرخیاں نہیں لگتیں، جتنی اس قسم کے واقعات کے بارے میں لگتی ہیں۔ ان کے معاشقوں اور نت نئی لڑکیوں سے بنتے بگڑتے تعلقات کے بارے میں خبروں کی سرخیاں بھی لوگ چٹخارے لے کر پڑھتے ہیں۔ بہت سے لوگوں میں وہ تیز مزاج، گرم دماغ اور جھگڑالو مشہور ہیں۔ ایک ایسے انسان سمجھے جاتے ہیں جس کا رویہ اپنے ساتھی فنکاروں سے اچھا نہیں ہوتا۔ ان کے خلاف جتنی قانونی کارروائیاں ہوئی ہیں، اتنی کسی اور بولی وڈ اسٹار کے خلاف نہیں ہوئیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے خلاف الزامات کی فہرست لمبی ہوتی جاری ہے اور لگتا ہے کہ "بیڈ بوائے" کا تاج ان کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔

دوسری طرف ان کے فلاحی کاموں اور اپنی آمدنی کا ایک بڑا حصہ غریبوں اور بے سہارا بچوں کے لئے خرچ کرنے کی وجہ سے ان کا امیج ایک رحمدل اور خدا ترس انسان کا بھی ہے۔ فلمی دنیا میں بہت سے لوگ ہیں، جو نہایت پیار سے ان کا تذکرہ "سلمان" کے نام سے نہیں، بلکہ "بھائی جان" کے نام سے کرتے ہیں۔ بہت سے کامیاب لوگ اعتراف کرتے ہیں کہ ان کی کامیابی کا سبب صرف سلمان خان ہیں۔

ایک بار ایک انٹرویو میں ان سے پوچھا گیا کہ کیا وہ حقیقی زندگی میں بھی اتنے ہی "دبنگ" ہیں، جتنے فلموں میں نظر آتے ہیں، تو انہوں نے سادگی سے جواب دیا "میں تو صرف صحیح طریقے سے زندگی گزارنے اور سر اٹھا کر چلنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

سلمان خان کی داستانِ حیات

وہ معاشقوں، جھگڑوں اور مقدموں کی وجہ سے بھی مشہور ہیں

سیمیں نغمانہ

ویسے تو سلمان خان کی پہلی فلم "بیوی ہو تو ایسی" تھی لیکن اس میں وہ ہیرو نہیں تھے۔ دھماکے دار انداز میں بطور ہیرو، پہلی بار وہ "میں نے پیار کیا" (1989ء) میں آئے۔ اس میں ان کا فلمی نام پریم تھا، جو لوگوں کو آج تک یاد ہے۔ ان کی منفی شہرت کا آغاز 1998ء میں ہوا۔ اس سال وہ ستمبر، اکتوبر کے مہینوں کے دوران جودھپور میں فلم "ہم ساتھ ساتھ ہیں" کی شوٹنگ کر رہے تھے۔ اس فلم کے ڈائریکٹر سورج بڑجاتیہ تھے جو اس سے پہلے ان کی فلم "میں نے پیار کیا" اور پھر 1994ء کی بلاک بسٹر فلم "ہم آپ کے ہیں کون" کے بھی ڈائریکٹر تھے۔

سلمان خان پر جودھپور میں کالے ہرن کے شکار کا مقدمہ بنا تھا، جس میں غیر قانونی ہتھیار رکھنے کا الزام بھی شامل تھا۔ مقدمے میں ان کے ساتھ شریک ملزم کے طور پر سیف علی خان، سونالی بیندرے، تبو اور کئی دوسرے افراد بھی نامزد تھے۔ تاہم سلمان کے لئے یہ پہلا موقع نہیں تھا کہ ان پر یہ الزام آیا تھا۔ اس سے پہلے بھی ان پر جودھپور میں، مشانی کے نزدیک واقع "گھوڑا فارم" میں اور دو مرتبہ بھاوڑ کے مقام پر سیاہ ہرنوں کے شکار کا الزام لگ چکا تھا۔ اس کے بعد سے آئے دن انہیں تنازعات اور مقدمات سے واسطہ پڑتا رہا۔

بہت سے لوگوں کے خیال میں درحقیقت سلمان خان بولی وڈ کا سلطان ہے۔ وہ باکس آفس پر فلم کی کامیابی کی ضمانت ہے اور ہر عمر کے فلمی شائقین میں مقبول ہے۔ خاص طور پر نئی نسل میں اس کی مقبولیت دیکھ کر امیتابھ بچن کے عروج کا زمانہ یاد آتا ہے۔ بے شمار لڑکیاں دل ہی دل میں اس پر فدا ہیں اور اس کے ذرا سا قریب آنے کے لئے نہ جانے کیا کچھ کرسکتی ہیں۔ صرف عام لڑکیاں ہی نہیں، فلم انڈسٹری کی بہت سی خاص اور نامور لڑکیاں بھی اس کی چاہ میں نہ جانے کہاں تک جاسکتی ہیں اور ایسی لڑکیوں کا ذکر چھڑے تو سب سے پہلے ایشوریا رائے بچن کا نام ذہن میں آتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ سلمان اور ایشوریا کی محبت فلم "ہم دل دے چکے صنم" (1999ء) کے دوران پروان چڑھی۔ اس فلم میں وہ دونوں ہیرو، ہیروئن تھے اور ظاہر ہے، کہانی ان کی محبت کے گرد گھومتی تھی۔ جب دونوں کے راستے جدا ہوگئے، یا یوں کہئے کہ جب ایشوریا نے اپنا راستہ بدل لیا تو سلمان کو بہت زیادہ غصہ آیا اور یہ مصدقہ اطلاعات بھی آئیں کہ ایک بار سلمان نے ایشوریا کو تھپڑ رسید کیا۔

جذباتی ہیجان کے اسی دور میں سلمان خان کی مسائل اور مشکلات میں

"ہم دل دے چکے صنم" (1999ء)

جب سلمان خان کو جودھپور جیل لایا گیا......

گرفتار ہوئے۔ ستمبر 2002ء میں ان کی لینڈ کروزر باندرہ کے علاقے میں، رات کے وقت بے قابو ہو کر ایک فٹ پاتھ پر چڑھ گئی۔ فٹ پاتھ پر سویا ہوا ایک شخص ان کی گاڑی تلے کچلا گیا اور ہلاک ہوگیا جبکہ دوسرے چار افراد زخمی ہوگئے۔ اس سلسلے میں جو مقدمہ قائم ہوا، اس میں سلمان کو سزا بھی ہوگئی اور وہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے پہنچ گئے۔ اس دوران پوری فلم انڈسٹری نے ان کا بھرپور ساتھ دیا— سوائے ایشوریا کے، باقی سب لوگ ہر مرحلے پر ان کے شانہ بشانہ کھڑے رہے۔

2004ء میں ایشوریا نے فلم "کیوں......

اوبرائے تھے اور خبریں گردش کر رہی تھیں کہ ان دنوں ویویک سے ہی ایشوریا کی دوستی چل رہی تھی۔ اس موقع پر سلمان کا غصہ قابو میں [illegible] اطلاعات کے مطابق سلمان نے ویویک کو د[illegible] گالیاں دیں۔ ویویک نے پریس کانفرنس بلائی جس میں اس نے کہا "سلمان نے ایک رات میں 41 مرتبہ مجھے فون کیا اور کہا کہ وہ مجھے قتل کروا دے گا۔ ان ٹیلیفون کالز کے دوران اس نے مجھے جتنی گالیاں دیں، ان سے گالیوں کی ایک ڈکشنری تیار ہوسکتی ہے۔ اس کے بعد سے وہ مجھے عجیب عجیب میسج بھیج رہا ہے، جن میں یہ بھی لکھا ہوتا ہے کہ وہ صحیح معنوں میں مرد ہے۔ اس کے علاوہ بہت ہی گندی زبان میں وہ مجھ پر الزام لگاتا رہتا ہے کہ میں ایشوریا کے ساتھ عشق لڑا رہا ہوں۔"

ایشوریا کی وجہ سے ویویک کے ساتھ شروع ہونے والا سلمان کا جھگڑا اس وقت ختم ہوا جب کترینہ کیف نام کی ایک بے پناہ حسین لڑکی سلمان کی زندگی میں داخل ہوئی۔ جلد ہی وہ سلمان کی

دینے لگی۔ یہ معاشقہ شاید "خوش اسلوبی" سے چلتا رہتا لیکن اس میں بھی ایک مسئلہ اور ایک تنازع اٹھ کھڑا ہوا۔ 16 جولائی 2008ء کو کترینہ کیف اپنی سالگرہ منا رہی تھی اور اس سلسلے میں ایک رنگا رنگ پارٹی جاری تھی۔ بولی وڈ کے کئی جگمگاتے میگا اسٹارز اس پارٹی میں موجود تھے۔

اس خوبصورت، رنگا رنگ اور جگمگاتی پارٹی کو ایک بدنما داغ لگ گیا جس کے حوالے سے اس دن اور تاریخ کو یاد کیا جاتا رہے گا۔ اس پارٹی کے دوران بولی وڈ کے دبنگ، یعنی سلمان خان اور بادشاہ، یعنی شاہ رخ خان کے درمیان جھگڑا ہوگیا۔ پارٹی میں شریک لوگوں کا کہنا ہے کہ شاہ رخ کی گفتگو کے دوران نہ جانے کس انداز میں ان کی زبان پر ایشوریا کا تذکرہ آیا جس پر بولی وڈ کے دبنگ نے بولی وڈ کے بادشاہ کا کالر پکڑ لیا۔ ممکن تھا کہ دونوں کے درمیان فلمی انداز میں مار کٹائی شروع ہوجاتی مگر دونوں کے خیر خواہوں نے بیچ بچاؤ کرا دیا۔

اس واقعے کی کوئی تصویر موجود نہیں ہے البتہ ایک اور واقعے کی ایک تصویر موجود ہے جس میں سلمان ایک صحافی پر حملہ کرتے دکھائی دے رہے ہیں، جس نے ان سے ایشوریا کے بارے میں کوئی سوال کیا تھا۔ بہرحال کترینہ کی پارٹی میں سلمان اور شاہ رخ کے درمیان ہونے والی بدمزگی کی وجہ سے کئی سال ان کے درمیان بات چیت بند رہی جبکہ 1995ء کی بلاک بسٹر فلم "کرن ارجن" اور 1998ء کی "کچھ کچھ ہوتا ہے" میں دونوں سپر اسٹارز ایک دوسرے کے ساتھ کام کرچکے تھے۔ بہرحال 2013ء میں کچھ لوگوں کی کوششوں سے دونوں کے درمیان رنجش ختم ہوگئی اور ایک تقریب میں بہت سے لوگوں کے سامنے انہوں نے ایک دوسرے کو گلے لگا لیا۔

سلمان خان اپنی کسی حرکت یا فعل کے ساتھ ساتھ اپنے منہ سے نکالے ہوئے الفاظ کی وجہ سے بھی مشکلات میں پھنستے رہے ہیں۔ ایک بار انہوں نے 26/11 کے ممبئی حملوں کے بارے میں کہہ دیا کہ ان پر اتنا شور صرف اس لیے مچ رہا ہے کہ ان میں باحیثیت اور بڑے لوگ ہلاک ہوئے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ ان حملوں میں پاکستان ملوث نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس کی کسی سازش کا عمل دخل ہوسکتا ہے۔ (جاری ہے)

سلمان خان کی داستانِ حیات

وہ محبوبہ کو بھی تھپڑ مار سکتے ہیں

قسط : 3

اس کے بعد جولائی 2015ء میں یعقوب میمن کو 1995ء کے ممبئی بم دھماکوں کے سلسلے میں مرکزی مجرم قرار دے کر سزائے موت سنا دی گئی۔ اس کی سزائے موت پر عملدرآمد سے چند دن پہلے سلمان خان نے ٹویٹ کردیا کہ یعقوب میمن کو اپنے بھائی ٹائیگر میمن کے جرائم کی سزا بھگتنی پڑ رہی ہے جو پولیس کے ہاتھ نہیں آیا۔ سلمان کے ان دونوں بیانات نے بڑا ہنگامہ کھڑا کیا اور انہیں ان پر اظہار افسوس اور معذرت کرنا پڑی۔

سلمان خان اکثر ہی مشکلات، مسائل اور تنازعات میں پھنسے رہتے ہیں لیکن ان کی وجہ سے وہ کبھی دل شکستہ یا پژمردہ نظر نہیں آتے۔ حتیٰ کہ وہ جیل میں رہ کر آ گئے تب بھی ان کا "دبنگ" اسٹائل برقرار رہا۔ ان کے خلاف دو تین مرتبہ فتوے بھی جاری ہو چکے ہیں۔ انہوں نے ان پر بھی کسی خاص پریشانی کا اظہار نہیں کیا۔ مادام تساؤ کے عجائب گھر میں ان کا موی مجسمہ نصب کیا جا رہا تھا تو اس پر بھی ایک فتویٰ جاری ہوگیا تھا۔

اس بات پر حیرت بھی ہوتی ہے کہ اتنے بہت سے اسٹارز کے درمیان صرف سلمان خان ہی تنازعات اور جھگڑوں میں کیوں پھنستے ہیں۔ 2014ء میں وہ اپنی فلم "جے ہو" کی پروموشن کے لیے احمد آباد گئے ہوئے تھے۔ نریندر مودی اس وقت گجرات کے وزیر اعلیٰ تھے۔ اسی دوران سلمان خان کی ایک تصویر منظر عام پر آئی جس میں وہ نریندر مودی کے ساتھ پتنگ اُڑا رہے تھے۔ اسی دوران میڈیا کے نمائندوں سے ملاقات کے دوران کسی نمائندے نے ان سے مودی کے بارے میں کوئی سوال کیا تو سلمان نے روانی میں کہہ دیا "ہاں...... وہ اچھے آدمی ہیں۔"

ان کے ساتھ اس تبصرے پر کئی مسلم تنظیموں نے ان کی فلم کے بائیکاٹ کی اپیل کردی۔ اسی طرح وہ سماج وادی پارٹی کے سربراہ ملائم سنگھ یادو کے گاؤں میں صفائی مہم کے دوران ایک تقریب میں ڈانس کرتے دیکھے گئے تو ایک ہنگامہ کھڑا ہوگیا کہ فسادات کے شکار شہر مظفر نگر میں متاثرین کے کیمپوں میں بچے موت کے منہ میں جا رہے تھے اور وہ پارٹیوں میں ڈانس کر رہے تھے۔ ان کے گھر کے عین سامنے بھی آئے دن ان کے خلاف مظاہرے، ہنگامے اور شور شرابا ہوتا رہتا ہے۔ ایسے موقعوں پر پولیس کی بھاری نفری کو آ کر حالات پر قابو پانا پڑتا ہے۔

کیا تنازعات، اسکینڈلز اور جھگڑوں ہی کا دوسرا نام سلمان ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ اس کی شخصیت کا صرف ایک پہلو ہے۔ اس کی شخصیت کے اور بہت سے پہلو ہیں لیکن ان کے بارے میں شہ سرخیاں نہیں بنتیں۔

تاہم ایسا بھی نہیں ہے کہ ان کی شخصیت کے وہ پہلو لوگوں کی نظروں سے بالکل ہی چھپے ہوئے ہیں۔ لوگوں میں یہ تاثر بھی پایا جاتا ہے کہ ان کا دل سونے کا ہے اور وہ ایک قابل قدر انسان ہیں۔ گلوکار اور موسیقار ہمیش ریشمیا سے لے کر ساجد، واجد اور ڈائریکٹر سنجے لیلا بھنسالی تک سب مانتے ہیں کہ سلمان نے بلا امتیاز بہت سے فنکاروں کا آڑے وقت میں ساتھ دیا ہے جب ان کے قریبی دوست بھی ان کے ساتھ کھڑے ہونے کے لئے تیار نہیں تھے۔ ایسے موقعوں پر خواہ کسی کو اخلاقی مدد کی ضرورت تھی، خواہ اس کا مسئلہ مالی نوعیت کا تھا اور خواہ اسے صرف مضبوطی اور پشت پناہی کی ضرورت تھی، سلمان کبھی پیچھے نہیں ہٹے۔ وہ جب کسی کی، کسی بھی قسم کی مدد کے لئے نکل گئے تو پھر خواہ مسئلہ کتنا ہی بڑا تھا، وہ پیچھے نہیں ہٹے۔

فلم انڈسٹری کے بارے میں مشہور ہے کہ وہاں صرف چڑھتے سورج کی پوجا ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صرف فلم انڈسٹری میں ہی کیا، پوری دنیا میں ہی چڑھتے سورج کی پوجا ہوتی ہے اور فلم انڈسٹری بھی اسی دنیا کا ایک حصہ ہے۔ بہرحال سلمان خان اسی فلم انڈسٹری میں اس وقت بھی لوگوں کے کام آئے ہیں جب وہ زوال کا شکار تھے۔ وہ گووندا جیسے فنکار کے ڈوبتے کیریئر کو سہارا دینے کے لیے اس کی فلم میں مہمان اداکار کے طور پر مختصر سا رول کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

وہ غالباً واحد بھارتی فلم اسٹار ہیں جو اپنی آمدنی کا ایک بہت بڑا حصہ اپنی این جی او Being Human کے ذریعے غریبوں اور ناداروں، خصوصاً بچوں کی مدد کے لئے خرچ کرتے ہیں تاہم اس سے انہیں اپنے "بیڈ بوائے" والے امیج سے چھٹکارا پانے میں کوئی مدد نہیں ملی۔ ان کا بڑے سے بڑا جاں نثار پرستار بھی دل میں سمجھتا ہے کہ اپنی ذاتی اور حقیقی زندگی میں وہ اکھڑ، بدمزاج، اور جھگڑالو ہیں۔ کوئی یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ کب کسی کو گلے لگالیں اور کب کسی کو تھپڑ مار دیں۔ ان کے بارے میں جو طرح طرح کی باتیں مشہور ہیں، ان کی وجہ سے ان کا امیج کچھ ایسا بن گیا ہے کہ ان کے بارے میں کوئی بھی اندازہ، کسی بھی وقت غلط ثابت ہو سکتا ہے۔

ہر فلم اسٹار کی دو طرح کی زندگی ہوتی ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ وہ دو طرح کی دنیا میں رہتا ہے۔ ایک وہ جو ہمیں فلمی پردے پر نظر آتی ہے۔ دوسری وہ جو اس کے ارد گرد حقیقت میں موجود ہوتی ہے۔ تاہم اس کے مداحوں کی نظر میں اس کی شخصیت کا جو تاثر اور اس کی زندگی کا جو نقشہ بنتا ہے، وہ اس کی فلمیں دیکھ کر بنتا ہے۔ فلم رائٹرز اور ڈائریکٹرز اس کی شخصیت کو جس سانچے میں ڈھال کر اسکرین پر پیش کرتے ہیں، لوگ اس کی نقل کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ جیسے لوگ دلیپ صاحب کا ہیئر اسٹائل نقل کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے، اسی طرح سلمان کی فلم "تیرے نام" (2003ء) میں رادھے کے کردار میں ان کا ہیئر اسٹائل دیکھ کر بہت سے نوجوانوں نے اس کی نقل کرنے کی بھی کوشش کی تھی اور اس کا رواج یا فیشن شروع ہوگیا تھا۔

فلم اسٹارز کے بارے میں مشہور ہونے والی خبریں خواہ سچی ہوں یا جھوٹی، زیادہ تر لوگ ان پر یقین کرتے ہیں مثلاً سلمان کے بارے میں افواہ اُڑی تھی کہ 2009ء میں انہوں نے کترینا کیف کو بھی تھپڑ مار دیا تھا۔ اسکرین پر ان کے کرداروں کی وجہ سے فلم بینوں نے اپنے ذہن میں بننے والے امیج کی بناء پر اس بات پر فوراً یقین کرلیا کہ وہ اپنی محبوبہ کو بھی تھپڑ مار سکتے ہیں۔ میڈیا بھی بڑے فلم اسٹارز کی شخصیت کے گرد افواہوں اور فرضی باتوں کا جال بُن کر ان کی اصل شخصیت کو دھند میں چھپانے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ اس سے رسالوں، اخباروں کی اشاعت اور ٹی وی پروگراموں کی ریٹنگ بڑھتی ہے۔ اس قسم کی دھند میں چھپی ہوئی، سلمان کی اصلی شخصیت کو تلاش کرنے کے لئے ہمیں اس کے خاندانی پس منظر اور اس کے حقیقی حالات میں، بہت پیچھے، بہت دور تک جانا پڑے گا۔

سلمان کے ماضی کی کہانی یا ان کے آباؤ اجداد کا قصہ خود اپنی جگہ ایک تاریخ ہے اور بہت سے نشیب و فراز سے پُر ہے۔ ظاہر ہے یہ کوئی خیالی کہانی یا کسی فلم کا اسکرپٹ نہیں بلکہ خالص حقائق ہیں جو کم و بیش 160 رسال کے عرصے پر محیط ہیں۔ 1986ء میں پہلی بار انہیں ایک ڈائری میں قلم بند کیا گیا ورنہ اس سے پہلے یہ صرف سینہ بہ سینہ ایک سے دوسرے فرد کو منتقل ہوتے آ رہے تھے۔ اس سچی کہانی سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ سلمان کے آباؤ اجداد افغانستان سے ہجرت کرکے انڈیا آئے تھے۔ بات شروع سے کی جائے تو بہتر ہوگا......

☆......☆......☆

بھارت کی چند ریاستوں پر مشتمل علاقے مالوہ کی سب سے اہم ریاست اندور کی گلیوں میں اس رات تاریکی اور سردی کا راج تھا، سردیوں کے موسم میں اس علاقے میں ویسے بھی بہت ٹھنڈ پڑتی تھی لیکن اس رات تو معمول سے بھی کچھ زیادہ سردی تھی۔ ہر طرف گہرا سکوت طاری تھا، بس کبھی کبھی کسی گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز سے فضا

احمد آباد میں نریندر مودی کے ساتھ پتنگ اڑاتے ہوئے

مرتعش ہوجاتی تھی۔ اندور کے مہاراجہ کے محل سے کچھ ہی دور "جونا رسالہ" کے نام سے ایک محلہ تھا جس کے تقریباً سبھی مکین پٹھان تھے۔ سکوت میں ڈوبا ہوا یہ محلہ اس رات اچانک گھوڑوں کی ٹاپوں سے گونج اٹھا، جلد ہی بہت سے لوگ جاگ گئے اور گھروں کے دروازے کھل گئے، ان گھروں میں رہنے والے بیشتر پٹھان فوجی تھے۔

انہوں نے دیکھا کہ دس بارہ اجنبی گھڑسواروں کا مختصر سا قافلہ ان کے محلے میں وارد ہوا تھا۔ وہ سب ان کے لئے نہ صرف اجنبی تھے بلکہ تشویش کی بات یہ بھی تھی کہ ان کے ساتھ ایک میت بھی تھی۔ وہ لوگ بھوپال سے آئے تھے اور ایک رات کے لئے اندور میں قیام کرنا چاہتے تھے۔ وہ مہمان نواز لوگوں کا محلہ تھا تاہم ایک قافلے کو ٹھہرانے کی گنجائش کسی کے گھر میں نہیں تھی اور پھر اجنبیوں کے معاملے میں کچھ احتیاط بھی ضروری تھی۔ چنانچہ قافلے کو مقامی سرائے میں ٹھہرا دیا گیا۔

دوسرے دن کا سورج طلوع ہوا تو محلے کے لوگوں نے دیکھا کہ قافلہ، سرائے سے رخصت ہو چکا تھا۔ یہ 1860ء کی دہائی کا ذکر ہے جب انڈیا پر انگریز سرکار کا راج تھا۔ جنوبی انڈیا کے ساحلوں سے لیکر افغانستان کے چٹیل میدانوں تک یونین جیک لہراتا تھا۔ مالوہ میں بھی ایک برٹش ریذیڈنسی موجود تھی جس میں انگریز گورنر جنرل کا نمائندہ رہتا تھا جو علاقے کی ان ریاستوں کے حالات پر نظر رکھتا تھا جن پر راجوں، مہاراجوں یا نوابوں کی حکومت تھی۔ اصل حکمراں انگریز ہی تھے لیکن انہوں نے بیشتر اختیارات ان نوابوں اور راجوں کو دیئے ہوئے تھے۔ مالوہ کے علاقے میں طاقت کا مرکز اندور ریاست ہی تھی۔

اندور کی اہمیت اس لئے بھی بڑھ رہی تھی کہ یہاں صنعتوں کا قیام عمل میں آ رہا تھا۔ مالوہ کے علاقے میں پٹھان، مغلوں کی حکومت شروع ہونے کے زمانے سے چلے آ رہے تھے اور مختلف سرحدی علاقوں سے ہجرت کرکے بھی آتے رہتے تھے۔ کسی زمانے میں مالوہ کے دارالحکومت "منڈو" میں پٹھان ہی سلطان ہوا کرتا تھا اور علاقائی ریاستوں کی فوجوں میں زیادہ تر پٹھان ہی تھے۔ علاقے میں پٹھانوں کی طاقت اس وقت کم ہونا شروع ہوئی جب 18رویں صدی میں مرہٹوں نے یہاں حملے اور یلغار شروع کی۔ ریاستوں کی فوجوں میں قوم، مذہب اور علاقے سے قطع نظر ہر اس نوجوان کو بھرتی کرلیا جاتا تھا جس میں دلیری اور شجاعت کی نشانیاں نظر آتی تھیں۔ پٹھانوں کو راجوں، نوابوں اور بادشاہوں، سبھی کی فوجوں میں آسانی سے ملازمت مل جاتی تھی۔ زیادہ تر پٹھان کسی بھی فوج میں بھرتی ہونے کے لئے ہی پشاور اور افغانستان تک سے ہجرت کرکے ان علاقوں میں آتے تھے۔ (جاری ہے)

قسط : 4

اندور کا محلہ ''جونا رسالہ'' آج بھی شہر کی پہچان ہے گو کہ اس کی شکل یکسر تبدیل ہو چکی ہے۔ ''جونا'' کا مطلب ہے، پرانا...... اور ''رسالہ'' سے مراد فوج کی بٹالین ہوتی ہے۔ آج اس محلے میں کچے پکے طویل و عریض مکانوں کی جگہ کئی کئی منزلہ عمارتیں کھڑی نظر آتی ہیں تاہم سلمان خان کے آبائی مکان کے کھنڈرات آج بھی وہاں موجود ہیں۔ اس محلے کے ایک رہائشی، 82 سالہ ریٹائرڈ ٹیچر اشفاق خان کی پچھلی دو نسلیں مہاراجہ اندور کی فوج میں خدمات انجام دے چکی ہیں اور یہ لوگ نسل در نسل اس محلے میں رہ رہے ہیں۔

اشفاق خان بتاتے ہیں ''میرے لڑکپن تک یہاں پندرہ سولہ پٹھان خاندان آباد تھے۔ ہر فیملی میں نو دس بچے تھے یوں اس محلے میں تقسیم ہند کے وقت تک کم و بیش ڈیڑھ دو سو پٹھان موجود تھے۔''

اسی محلے میں شاہد خان نامی ایک صاحب اس مکان میں رہتے ہیں جس میں کبھی سلمان خان کے پردادا رہتے تھے۔ سارے مکان کی حالت بدل جا چکی ہے لیکن شاہد خان جس حصے میں رہتے ہیں انہوں نے اس کی پرانی حالت کو برقرار رکھا ہے۔ ان کے نزدیک یہ ماضی کی ایک نشانی ہے اور اسی حالت میں انہیں عزیز ہے۔

ان کی والدہ نے انہیں بتایا تھا کہ سلمان خان کے پردادا کے والد عبداللطیف خان ایک پیر صاحب کے ساتھ افغانستان سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ ان بزرگ کو پیر اخوند صاحب کہا جاتا تھا اور ان کے پیروکار اخوندزادے کہلاتے تھے۔

پیر صاحب کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ بہت سی روحانی طاقتوں کے مالک تھے۔ وہ اپنے مریدوں کے ساتھ انڈیا کے مختلف علاقوں میں محوِ سفر رہتے تھے۔ تبلیغ کا سلسلہ جاری رہتا تھا اور نئے نئے لوگ ان کے مریدوں کے حلقے میں شامل ہوتے رہتے تھے۔ تاہم بڑھاپے میں انہیں بھوپال پسند آ گیا تھا اور وہاں انہوں نے کافی عرصہ قیام کیا۔ وہیں سلمان کے پردادا کے والد ان کے مریدوں میں شامل ہوئے تھے۔ اندور سے 200 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ریاست بھوپال کی اپنی ایک کہانی ہے۔ سلمان خان کے حسب نسب کو سمجھنے کے لئے مختصر طور پر اس کہانی کو بیان کرتے چلیں تو بہتر ہوگا۔

1860ء کی دہائی میں جب سلمان خان کے پردادا کے والد بھوپال پہنچے تو وہاں ایک قسم کا سیاسی بحران تھا۔ انگریزوں نے بھوپال کی حکمران نواب سکندر جہاں بیگم کے انتقال کے بعد شاہجہاں بیگم کو بھوپال کی حکمران بنا دیا تھا۔ 16 نومبر 1868ء کو ان کی تاج پوشی کی گئی۔ انگریز گورنر جنرل کے نمائندے کرنل میڈے بھی اس موقع پر موجود تھے۔ شاہجہاں بیگم گیارہویں نواب آف بھوپال تھیں۔ انہیں ایک زبردست اور لائق حکمران کے طور پر یاد کیا جاتا ہے۔

ان کے دور میں بھوپال میں نہایت شاندار تعمیرات ہوئیں جو اب تاریخی عمارات میں شمار ہوتی ہیں۔ انہوں نے بھوپال کو ایک جدید ریاست بنایا۔ ان کے دور میں ریاست میں ریلوے اور ٹیلی گراف جیسی سہولتیں آئیں۔ ریلوے کا نظام قائم ہوا اور 18 نومبر 1884ء کو بھوپال کے ریلوے اسٹیشن پر پہلی ٹرین آئی۔ ادب اور فنونِ لطیفہ کو بھی ان کے دور میں ترقی ملی۔ بیگم صاحبہ خود بھی اہلِ قلم تھیں۔ دیگر کئی کتابوں کے علاوہ انہوں نے ''تاج الاقبال'' کے عنوان سے بھوپال کی تاریخ بھی لکھی۔

انڈیا کے اس حصے میں درحقیقت بھوپال اور اندور، دو ہی ایسی ریاستیں تھیں جو ترقی یافتہ اور صنعت و تجارت کا مرکز تھیں۔ سرحدی اور قبائلی علاقوں سے پٹھان ہجرت کرتے تھے تو زیادہ تر انہی دونوں ریاستوں کا رخ کرتے تھے۔ خود نواب شاہجہاں بیگم کا شجرۂ نسب بھی افغانستان سے جا کر ملتا دکھائی دیتا ہے۔ سردار دوست محمد خان جنہوں نے 1708ء میں ریاست بھوپال کی بنیاد رکھی، پاک افغان سرحد کے قریب واقع گاؤں تیراہ میں پیدا ہوئے تھے۔ یوں بھوپال کافی حد تک پٹھانوں اور افغانوں ہی کی ریاست تھی۔ اس لئے یہاں افغانستان سے پیروں فقیروں کا آتے رہنا بھی کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ یہاں ایسی بہت سی ہستیوں کے مزارات بھی ہیں۔ چنانچہ سلمان خان کے آباؤ اجداد بھی پیر اخوند صاحب کے مرید ہو کر افغانستان سے انڈیا آئے تھے۔

پیر اخوند صاحب صوفیائے کرام کے سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی وصیت تھی کہ انتقال کے بعد انہیں بھوپال کے بجائے ''پیران دھر'' شہر میں دفن کیا جائے جو بھوپال سے تقریباً ڈھائی سو کلومیٹر کے فاصلے پر [illegible] اصل نام صرف ''دھر'' تھا لیکن وہاں بہت سے بزرگانِ دین کے مزاروں کی موجودگی کی وجہ سے اس کا نام ''پیران دھر'' پڑ گیا تھا۔

شاہجہاں بیگم خود پیروں فقیروں سے بڑی عقیدت رکھتی تھیں۔ انہوں نے پیر اخوند صاحب کی وصیت کے باوجود ان کے انتقال کے بعد ان کی میت کو بھوپال سے ''پیران دھر'' لے جانے کی اجازت نہیں دی اور بھوپال میں ہی ان کی تدفین کرا دی۔ ان کے مریدوں اور عقیدت مندوں کو یہ بات پسند نہیں آئی کہ ان کی وصیت پر عمل نہیں ہوا تھا۔ چند دن بعد انہیں موقع ملا تو انہوں نے پیر صاحب کے جسدِ خاکی کو قبر سے نکالا اور رات کے اندھیرے میں لے کر پیران دھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

(دائیں سے) ارباز، سلیم خان اور سلمان خان

یہی وہ مختصر سا قافلہ تھا جس کا ذکر پیچھے آ چکا ہے۔ یہ لوگ اپنے سفر کے دوران راستے میں اندور کے 'جونا رسالہ' محلے کے قریب ایک سرائے میں ٹھہرے تھے اور صبح کا اجالا پھیلنے سے پہلے اپنے سفر پر آگے روانہ ہو گئے تھے۔ اندور سے دھر کا فاصلہ تقریباً 60 کلومیٹر تھا۔ پیر اخوند صاحب نے دھر میں دفن ہونے کی جو وصیت کی تھی، اس کے پیچھے بھی ایک کہانی تھی۔

دھر کسی زمانے میں راجہ بھوج کی راجدھانی کا مرکز تھا۔ خواجہ معین الدین چشتی کی انڈیا میں آمد سے تقریباً ایک صدی پہلے ہی یہ علاقہ مسلمانوں کا مرکز بن گیا تھا۔ شاہ عبداللہ چنگل جو 1020ء میں عرب سے اس علاقے میں آئے تھے، انہوں نے یہاں دینِ اسلام متعارف کرا دیا تھا۔ پھر اسلام یہاں اس حد تک پھیلا کہ خود راجہ بھوج دوم بھی مسلمان ہو گیا۔ اس کے ساتھ اس کی رانی لیلاوتی اور دربار کے بہت سے امراء بھی مسلمان ہو گئے۔ 1917ء میں شائع ہونے والی کتاب ''تاریخ دھر'' میں ان کے مسلمان ہونے کا واقعہ درج ہے۔

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ جب عرب سے شاہ عبداللہ چنگل تبلیغ اسلام کی نیت سے یہاں آ رہے تھے تو دھر پہنچنے سے پہلے راستے میں ان کے چالیس ساتھیوں اور مریدوں کو شہید کر دیا گیا تھا جن کی قبریں آج بھی شاہ عبداللہ چنگل کے مزار کے آس پاس ہی موجود ہیں۔ راجہ بھوج ثانی کی حکومت مالوہ کے علاقے میں 953ء سے لیکر 1042ء تک رہی۔ بھوج ان کا خاندانی نام بن گیا۔ ہر راجہ، بھوج ہی کہلاتا تھا، البتہ اس کے نام کے ساتھ دوم، سوم، چہارم وغیرہ لگ جاتا تھا جس طرح ایران میں خسرو حکمرانوں اور مصر میں فرعونوں کا سلسلہ چلا تھا۔ بھوج حکمرانوں کے بعد چودھویں اور پندرھویں صدی میں اس علاقے میں پٹھانوں کی سلطنت قائم ہوئی لیکن سولہویں صدی میں مغلوں نے ان کے اقتدار کا خاتمہ کر دیا۔

تاہم دہلی کی سلطنت قائم ہونے کے بعد اس کے تقریباً 650 سالہ دور میں بھی وسطی ایشیا اور افغانستان سے دھر کی جانب پیروں اور صوفیوں کی آمد کا سلسلہ رکا نہیں۔ حضرت نظام الدین اولیاء نے بھی 1269ء میں اپنے دو مریدوں کو دھر بھیجا تھا۔ ان کے نام مولانا کمال الدین چشتی اور مولانا غیاث الدین چشتی تھے جن کے مزار آج بھی وہاں اس دور کی یاد دلاتے ہیں۔ شاید یہی وہ سارا پس منظر تھا جس کی وجہ سے پیر اخوند صاحب نے یہاں اپنی تدفین کی وصیت فرمائی تھی۔

یہاں یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ ان کے مریدان کے کئی دن سے دفن شدہ جسدِ خاکی کو قبر سے نکال کر ڈھائی سو کلومیٹر کے سفر پر روانہ ہوئے جبکہ اس زمانے میں نہ بجلی تھی نہ پکی سڑکیں اور نہ ہی تیز رفتار سواریاں۔ جسدِ خاکی کو متعفن اور خراب ہونے سے بچانے کا ان کے پاس کیا طریقہ تھا؟ اس کا جواب ملنا مشکل ہے۔ یہاں یہ بھی یاد آتا ہے کہ مشہور مغل شہنشاہ شاہجہاں کی پیاری ملکہ ممتاز محل کو پہلے مدھیہ پردیش کے شہر برہان پور میں دفن کیا گیا تھا۔ اس کے کئی سال بعد ان کی لاش کو وہاں سے نکال کر تاج محل میں لا کر دفن کیا گیا تھا۔ تاریخ میں ان کے بارے میں بھی ایسا کوئی ذکر نہیں ملتا کہ اس وقت ان کی لاش کی حالت ناگفتہ بہ تھی یا وہ محض ان کے جسدِ خاکی کی باقیات تھیں۔ عین ممکن ہے کہ اس زمانے میں انڈیا میں بھی مصری ممیوں کی طرح لاشوں کو محفوظ رکھنے کا کوئی طریقہ دریافت کیا جا چکا ہو۔

(جاری ہے)

قسط : 5

ہم ایک بار پھر سلمان خان کی طرف آتے ہیں۔ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ ان کے سلسلۂ نسب کی تفصیلات ایک ڈائری میں درج ہیں۔ یہ ڈائری اپنے وقت کی ایک عالمہ شہزادی بیگم کی ہے۔ شہزادی بیگم، شاہد خان کی والدہ ہیں۔ شاہد خان کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ وہ اب بھی سلمان خان کے آبائی مکان میں رہتے ہیں۔ اس ڈائری سے سلمان خان کی پچھلی پانچ نسلوں کا پتہ چلتا ہے۔ شہزادی بیگم نے یہ ڈائری 1986ء میں لکھنا شروع کی۔ اس وقت ان کی عمر 74 رسال تھی۔ شہزادی بیگم کا تعلق بھی درحقیقت سلمان خان کے خاندان سے ہی تھا۔

وہ اپنی ڈائری میں لکھتی ہیں ''یہ ڈائری مجھے میرے سب سے چھوٹے بیٹے خالد محمد خان نے دی ہے تاکہ میں اس میں اپنی یادداشتیں قلم بند کر سکوں۔ اس طرح کی تحریریں انسان کے مرنے کے بعد بھی کام آتی ہیں۔ میری یادداشت بھی کمزور ہو رہی ہے اور نظر بھی دھندلا رہی ہے لیکن میں اپنے بیٹے کی خواہش کے مطابق اپنی یادداشتیں قلم بند کرنے کی اپنی سی کوشش ضرور کروں گی۔ میرے والد کا نام محمد صدیق خان تھا۔ دادا کا نام محمد حنیف خان اور پردادا کا نام عبداللطیف خان تھا۔ میرے پردادا افغانستان سے یہاں آئے تھے۔ یہیں انہوں نے شادی کی اور فوج میں ملازمت اختیار کی۔ میرے شوہر کا نام محمد عاشق علی تھا۔ وہ سوات کے پٹھان تھے۔''

شہزادی بیگم کی ساری عمر 'جونا رسالہ' محلّے کے اسی مکان میں گزری جو سلمان خان کے آباؤ اجداد کا مکان تھا۔ انہوں نے مہاراجہ یشونت راؤ ہولکر اور انگریز سرکار کا دور بھی دیکھا تھا۔ انہوں نے اپنی ڈائری میں بتایا ہے کہ جو لوگ پیر اخوند صاحب کے جسدِ خاکی کو ''پیران دھر'' میں دفن کرنے گئے تھے، وہ یہ کام کرنے کے بعد اندور واپس آ گئے تھے اور محلّہ 'جونا رسالہ' میں ہی رہنے لگے تھے۔ انہی میں سلمان خان کے پردادا کے والد بھی تھے جو سوات کے پٹھان تھے۔ سلمان خان کے والد سلیم خان بتاتے ہیں کہ ان کی خاندانی جڑیں اصل میں افغانستان اور سوات میں ہیں۔ انڈیا میں سلمان خان ہماری پانچویں نسل ہے۔ ہم پشتون ہیں اور ہمارا تعلق اکوزئی قبیلے سے ہے۔ پشتونوں کو کئی ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ وہ افغان بھی کہلاتے ہیں، پختون، پٹھان اور خان بھی۔ لفظ ''پٹھان'' کو انگریزوں نے زیادہ رواج دیا۔ یہ دراصل پشتو لفظ ''پختانہ'' کی بگڑی ہوئی شکل ہے اور اس نے انڈیا میں جنم لیا جبکہ بعض کے خیال میں یہ ''پشتون'' ہی کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ بعض مؤرخین کا یہ بھی خیال ہے کہ افغان لوگ تقسیم سے پہلے کے پاکستانی شہروں میں سب سے پہلے ''پٹن'' میں آباد ہوئے تھے اور ''پٹن والے'' کہلانے لگے تھے جو بعد میں لفظ ''پٹھان'' بن گیا۔

1915ء میں، جب انڈیا پر انگریزوں کی گرفت بدستور مضبوط تھی، مہاتما گاندھی جنوبی افریقہ سے انڈیا واپس آئے تھے اور انہی دنوں میں سلمان خان کے دادا عبدالرشید خان نے اندور کے مہاراجہ ہولکر کے پولیس کے محکمے میں بطور ڈی ایس پی ملازمت شروع کی تھی۔ وہ ترقی کر کے بعد میں ڈی آئی جی کے عہدے تک پہنچے۔ دورانِ ملازمت انہوں نے اپنی بہادری اور ذہانت کی بنا پر مہاراجہ سے ''دلیر جنگ'' کا خطاب بھی حاصل کیا۔ وہ وردی بہت ہی کم موقعوں پر پہنتے تھے اور سفر بھی سرکاری گاڑی کے بجائے زیادہ تر اپنی ذاتی جیپ میں کرتے تھے جس کی چھت کھلی ہوتی تھی۔ سلمان خان نے فلم ''دبنگ'' میں جس قسم کے پولیس آفیسر کا رول کیا ہے، اس میں کسی حد تک ان کے دادا کی جھلک ہے۔

وہ ایک بارعب پولیس آفیسر تھے لیکن ان کے ماتحت انہیں ''صاحب'' یا ''سر'' کہہ کر مخاطب کرنے کے بجائے ''میاں'' کہتے تھے۔ ان کے ساتھ آج کل کے پولیس آفیسرز کی طرح محافظوں کا دستہ تو کیا، ایک کانسٹیبل بھی نہیں ہوتا تھا۔ وہ ریوالور بھی ساتھ نہیں رکھتے تھے، صرف چھوٹا سا ایک ڈنڈا لے کر ہر جگہ، ہر جائے واردات پر پہنچ جاتے تھے۔ ان کی سرکاری قیام گاہ میں بجلی نہیں تھی، لالٹین سے گزارا ہوتا تھا۔

رشید خان 1890ء میں محلّہ 'جونا رسالہ' میں ہی پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے ہولکر کالج سے گریجویشن کیا۔

اس زمانے میں بہت کم نوجوان گریجویشن کر پاتے تھے۔ رشید خان گریجویٹ ہونے کے ساتھ ساتھ ہاکی اور فٹ بال کے اچھے کھلاڑی بھی تھے۔ اس بنا پر انہیں اندور کے مشہور تعلیمی ادارے ''ڈیلی کالج'' میں اسپورٹس ٹیچر کے طور پر ملازمت مل گئی۔ انہوں نے دو سال وہاں ملازمت کی۔ ایک فٹ بال میچ کے دوران ایک انگریز پولیس آفیسر نے انہیں کھیلتے دیکھا تو پولیس کے محکمے میں بطور ڈی ایس پی ملازمت کی پیشکش کر دی۔ رشید خان نے یہ پیشکش قبول کر لی۔ یوں وہ ایک سال کی تربیت کے بعد ڈی ایس پی ہو گئے۔ انہوں نے اپنے چچا سے مستعار لی ہوئی ایک لالٹین کی روشنی میں پڑھ کر اپنی تعلیم مکمل کی تھی۔

اس زمانے میں کسی کے پاس لالٹین ہونا بھی بہت بڑی عیاشی تھی، ورنہ زیادہ تر مٹی کے چراغوں سے ہی کام چلایا جاتا تھا۔ ان کی والدہ، ان کے لڑکپن میں ہی انتقال کر گئی تھیں، جس کے بعد ان کے والد نے دوسری شادی کر لی تھی۔ ان کے سوتیلے بھائی بھی سرکاری ملازمتوں میں آئے لیکن رشید خان کی طرح نمایاں نہیں ہوئے۔ رشید خان کی شخصیت دلکش اور بارعب تھی۔ گھنی مونچھیں، سرخ و سفید رنگت اور اچھا قد۔

ملازمت کے دوران مختلف شہروں میں ان کے تبادلے بھی ہوتے رہے اور عہدے میں ترقی بھی۔ وہ ڈی آئی جی کے عہدے تک پہنچے۔ مہاراجہ یشونت راؤ نے ان کی کارکردگی کی بنا پر انہیں ''دلیر جنگ ایوارڈ'' بھی دیا جو اس زمانے میں آج کے پدم شری کے برابر تھا۔ سلمان خان کی دادی صدیقہ بیگم افغانی سید تھیں۔ ان کے والدین افغانستان کے شہر جلال آباد سے ہجرت کر کے آئے تھے۔ وہ لوگ پشتو بولتے تھے۔ عبدالرشید خان کے سسر بھی برطانوی پولیس میں ڈی ایس پی تھے۔

عبدالرشید خان کی اہلیہ، یعنی سلمان خان کی دادی ایک خوبصورت لیکن پردہ نشین خاتون تھیں۔ وہ جس بگھی میں سفر کرتیں، اس کے دونوں طرف بھی پردہ لٹکایا جاتا تھا۔ عبدالرشید خان کے چار بیٹے تھے۔ عبدالحلیم خان، حفیظ خان، نعیم خان اور سلیم خان۔ ان چار بیٹوں کے علاوہ ان کی تین بیٹیاں بھی تھیں۔ ان میں سے ایک، یعنی سلمان خان کی ایک پھوپھی ساجدہ بیگم کی شادی بھوپال کے ایک نوابزادے محمد علی خان سے ہوئی تھی جو تقسیمِ ہند کے بعد پاکستان چلے گئے تھے۔ سلمان خان کی دوسری پھوپھی صابرہ بیگم کی شادی ''جوڑا'' نامی شہر کے ایک سیشن جج عاقل محمد خان سے ہوئی تھی۔ سلمان کی تیسری پھوپھی ثریا بیگم کی شادی ''کھنڈریا'' کے ایک جاگیردار عبدالحامد خان سے ہوئی تھی۔

میزبانی کی روایت سلمان خان کے خاندان میں دادا کے وقت سے چلی آ رہی ہے۔ ان کے دسترخوان پر روزانہ بہت سے مہمان موجود ہوتے تھے۔ آج سلمان خان بھی فلم کے سیٹ پر کبھی تنہا کھانا نہیں کھاتے۔ کبھی کبھی تو وہ اپنی بوڑھی والدہ کو فون کر کے کہتے ہیں ''25 آدمیوں کے لئے کھانا بھجوا دیجئے۔'' وہ بے چاری کسی نہ کسی طرح ان کی فرمائش پوری کرتی ہیں۔

کبیر خان، جنہوں نے سلمان کی فلمیں ''ایک تھا ٹائیگر'' (2012ء) اور ''بجرنگی بھائی جان'' (2015ء) ڈائریکٹ کی ہیں، وہ بتاتے ہیں کہ ہم شہر سے باہر کہیں بھی شوٹنگ کے لئے جائیں تو سلمان کا خانساماں ان کے ساتھ جاتا ہے اور وہ ہمیشہ چالیس پچاس آدمیوں کا کھانا تیار کراتے ہیں۔ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ فلم کے یونٹ کا ہر آدمی ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو۔ (جاری ہے)

قسط : 6

سیمیں نغمانہ

سلمان خان کے دادا عبدالرشید خان نے پولیس ڈیپارٹمنٹ میں 32 سال خدمات انجام دیں اور زیادہ تر اندور میں رہے۔ 1948ء میں وہ ریٹائر ہوگئے۔ انہوں نے جب ڈی ایس پی کی حیثیت سے ملازمت شروع کی تو ان کی تنخواہ 100 روپے تھی اور جب وہ ریٹائر ہوئے تو 325 روپے ماہانہ تنخواہ لے رہے تھے۔ گو کہ انہیں اپنی اچھی کارکردگی اور بہادری پر ایک بار ایوارڈ ملا لیکن ایک بار وہ معطل بھی ہوئے۔

معطلی کے دوران ان کے ساتھ ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ اندور میں "بڑوالی چوک" کے نام سے ایک محلہ تھا جس کی ایک وجہِ شہرت یہ بھی تھی کہ وہاں "دارالعلوم نوری" کی ایک کافی بڑی عمارت تھی۔ یہ ایک پرانی بوسیدہ عمارت تھی اور خالی پڑی تھی۔ عبدالرشید خان نے یہ عمارت خریدی تھی۔ انہوں نے یہ عمارت منہدم کرانا شروع کردی۔ ان کا ارادہ اس جگہ نیا گھر بنوانے کا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس عمارت کو گرانے کے دوران اس میں سے ایک چھوٹا موٹا خزانہ نکل آیا۔

عبدالرشید خان نے خزانہ خاموشی سے رکھ لیا اور نیم شکستہ عمارت کو اسی حالت میں فروخت کردیا۔ انہوں نے "پلاسیہ" نامی ایک اور جگہ پر کچھ زمین لے کر چھوڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے اس زمین پر ایک شاندار حویلی بنوائی۔ لوگ حیران تھے کہ معطلی کے زمانے میں انہوں نے اتنی شاندار حویلی کیسے بنوالی؟ چہ میگوئیاں تو خوب ہوئیں لیکن لوگ یہ بھی نہیں سوچ سکتے تھے کہ عبدالرشید خان کے پاس رشوت کا پیسہ ہوگا۔ ان کی شہرت ایک ایماندار پولیس آفیسر کی تھی اور سب کو یقین تھا کہ انہوں نے کبھی رشوت نہیں لی۔

عبدالرشید خان نے ہمیشہ اچھا وقت گزارا۔ برا وقت ان پر اس وقت آیا جب ان کی اہلیہ، یعنی سلمان خان کی دادی بیمار ہوگئیں۔ انہیں ٹی بی ہوگئی تھی اور اس زمانے میں اس کا کوئی علاج نہیں تھا۔ اس کے باوجود عبدالرشید خان نے ان کے علاج کی ہر ممکن کوشش کی۔ وہ انہیں نینی تال لے کر گئے اور کافی عرصہ وہاں رہے۔ پھر وہ اپنی حویلی بیچ کر انہیں علاج کے لئے سوئٹزرلینڈ بھی لے گئے۔ حویلی 65 ہزار روپے میں فروخت ہوئی۔ اس زمانے میں سونا 40 روپے تولہ تھا۔

عبدالرشید خان کی کوئی بھی کوشش کارگر نہ ہوسکی۔ صرف 45 سال کی عمر میں ان کی اہلیہ صدیقہ بیگم انتقال کرگئیں۔ ان کے سات سال بعد عبدالرشید خان بھی اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ ان کے جگر میں انفیکشن ہوگیا تھا۔ ان کے چار بیٹوں میں سلیم خان سب سے چھوٹے تھے...... اور یہی وہ سلیم خان ہیں جو سلمان خان کے والد ہیں۔

☆......☆......☆

1943ء میں پلاسیہ کالونی والا حویلی نما مکان ہی سلیم خان کی کل کائنات تھا۔ وہ سات بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے اور سب کی آنکھوں کا تارا تھے، تاہم ان کے نصیب میں ماں کی محبت زیادہ عرصے کے لئے نہیں تھی۔ صدیقہ بیگم کو چونکہ ٹی بی ہوچکی تھی، اس لئے انہیں ایک الگ تھلگ کمرے تک محدود کردیا گیا تھا، تاکہ یہ چھوت کی بیماری کسی اور کو نہ لگنے پائے۔ وہ خود بھی کسی کے قریب جانے یا کسی کو قریب بلانے سے پرہیز کرتی تھیں۔

زندگی کے آخری ایام میں وہ بے حد کمزور ہوگئی تھیں۔ ان کا صرف جسم ہی نہیں، نظر بھی بے حد کمزور ہوگئی تھی۔ سلیم خان چھوٹے تھے۔ انہیں اپنی والدہ کی تکلیف کا کوئی خاص اندازہ نہیں تھا۔ وہ اپنی دنیا میں مگن کھیلتے کودتے پھرتے تھے۔ ایک روز وہ صحن میں کھیل رہے تھے کہ ان کی والدہ اپنے کمرے سے نکلیں اور ملازمہ کے ساتھ صحن میں بیٹھ گئیں۔ سلیم خان کو کچھ دور کھیلتے دیکھ کر انہوں نے ملازمہ سے پوچھا کہ یہ بچہ کون ہے؟ ان کی نظر اس حد تک کمزور ہوچکی تھی کہ وہ اپنے بیٹے کو بھی کچھ دور سے پہچان نہ سکیں۔

جب ملازمہ نے بتایا کہ وہ بچہ سلیم ہے، تو ان کی والدہ نے ملازمہ کے ذریعے انہیں قریب بلایا لیکن زیادہ قریب آنے سے روک دیا کیونکہ انہیں وہی خوف تھا کہ ان کی بیماری ان کے بچے کو نہ لگ جائے۔ وہ یقیناً ایک ماں کے لئے نہایت تکلیف دہ لمحہ تھا کہ وہ اپنے بچے کو اپنے سامنے دیکھتے ہوئے بھی اسے قریب بلا کر اپنے بازوؤں میں لے کر پیار نہیں کرسکتی تھی، اس کا منہ نہیں چوم سکتی تھی۔ سلیم خان [illegible]

سال کے تھے۔ ظاہر ہے، اس عمر کا بچہ کچھ زیادہ سمجھدار نہیں ہوتا۔ لیکن ماں کے تاثرات سلیم کے ننھے ذہن پر نقش ہو کر رہ گئے، بعد میں جب سلیم خان نے فلمی کہانی لکھنا سیکھا اور وہ ایک کامیاب اسکرپٹ رائٹر بن گئے تو ماں کی ایسی ہی اذیتیں اور بے بسی ان کے تخلیق کردہ کرداروں میں اور فلمی مناظر میں بارہا نظر آئی۔

ان کے والد کا بھی اس وقت انتقال ہوگیا جب وہ صرف پندرہ سال کے تھے۔ کم عمری میں ہی والدین کے سائے سے محروم ہونے کی وجہ سے وہ جن جذباتی تجربات سے آشنا ہوئے وہ ان کی فلموں میں جا بہ جا جھلکتے ہیں۔ تاہم اس صدمے اور محرومی نے انہیں شکستہ دل ہونا نہیں بلکہ کامیابی کے راستے پر آگے بڑھنا سکھایا۔ وہ بولی وڈ کے کامیاب ترین اسکرپٹ رائٹرز میں شمار ہوئے۔ جاوید اختر کے ساتھ جوڑی بنا کر انہوں نے جو فلمیں لکھیں، ان میں سے کم از کم بیس بلاک بسٹر تھیں۔ تاہم یہ بھی طے ہے کہ کامیابیاں انہیں آسانی سے، اور بیٹھے بٹھائے نہیں مل گئیں۔ ان کے لئے سلیم خان نے سخت محنت اور جدوجہد کی۔

اندور میں سلیم خان سینٹ رافیل اسکول میں پڑھتے تھے اور والد کے انتقال کے صرف دو ماہ بعد انہیں میٹرک کا امتحان دینا پڑا تھا۔ تاہم وہ بہت اچھے نمبروں سے پاس ہوئے۔ انہوں نے بی اے تو ہولکر کالج سے کرلیا لیکن پھر کرسچین کالج میں محض اس لئے داخلہ لیا کہ اس کی کرکٹ ٹیم بہت اچھی اور مشہور تھی۔ سلیم خان کو کرکٹ سے عشق تھا اور اس وقت تک ان کا نصب العین کرکٹر بننا اور قومی ٹیم میں کھیلنا تھا۔ دوسرا شوق، انہیں پتنگیں اڑانے کا تھا۔

سلیم خان کے بڑے بھائی عبدالحفیظ خان بھی بہت اچھے کرکٹ تھے اور وہ 1952ء میں آگرہ یونیورسٹی کی کرکٹ ٹیم کے کیپٹن تھے۔ یہ کوئی معمولی کامیابی نہیں تھی کیونکہ آگرہ یونیورسٹی سے 68 کالجوں کا الحاق تھا، جن کے طلبا کی تعداد 70 ہزار تھی۔ سلیم خان اگر بمبئی نہ آئے ہوتے تو شاید وہ کرکٹر ہی بنتے۔ اسکول کے زمانے میں ہی سلیم خان کی منگنی "جوڑا" کے نواب ممتاز علی کی پوتی سے ہوگئی تھی۔ سلیم کے ہونے والے سسر کا نام متقی میاں تھا۔ اور وہ آرمی میں کرنل تھے۔

بعد میں عبدالرشید خان نے بیٹے کی منگنی توڑ دی تھی۔ دونوں خاندانوں میں کچھ اختلافات پیدا ہوگئے تھے جن کی بڑی وجہ یہ تھی کہ نواب خاندان کے کئی افراد نے ایسے خاندانوں میں شادیاں کرلی تھیں۔ جنہیں معزز نہیں سمجھا جاتا تھا۔ منگنی تو ٹوٹ گئی لیکن منگنی کے موقع پر تحفے میں ملی ہوئی موٹر سائیکل سلیم خان کے پاس ہی رہ گئی۔ اسی موٹر سائیکل پر وہ کالج آتے تھے۔ جب ان کی موٹر سائیکل گونجدار آواز کے ساتھ کالج میں داخل ہوتی تو بہت سے لڑکے لڑکیوں کی نگاہیں ان کی طرف اٹھ جاتیں۔ اس زمانے میں کسی طالب علم کے پاس موٹر سائیکل ہونا بہت بڑی بات تھی۔ ان دنوں اگر کسی کے پاس ہرکولیس سائیکل ہوتی تھی وہ بھی اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتا تھا۔ سلیم خان بڑی شان سے اپنی موٹر سائیکل کلاس روم کے قریب ہی کھڑی کرتے اور کوئی انہیں منع نہ کرتا۔

ممبئی منتقل ہونے سے پہلے سلیم خان نے پرانی اور نادر کاریں خریدنے اور بیچنے کا کاروبار شروع کیا، وہ اندور کے متمول گھرانوں سے پرانی کاریں خریدتے اور انہیں ٹھیک ٹھاک کرکے ممبئی لے جا کر فروخت کرتے لیکن ان کا یہ کاروبار کوئی خاص نہیں چلا اور ان کے لئے منافع بخش ثابت نہیں ہوا۔ اسی کاروبار کے دوران نواب آف جوڑا سے ان کی خریدی ہوئی 1947 ماڈل کی ایک پریذیڈنشیل کنورٹیبل فلم "کشمیر کی کلی" کے ایک گانے کی پکچرائزیشن میں بھی استعمال ہوئی ہے۔

سلیم خان کے کرکٹ کی قومی ٹیم میں شمولیت اور کاروں کے کاروبار میں دولت کمانے کے خوابوں کو خواہ تعبیر نہیں مل سکی لیکن ان ناکامیوں کی وجہ سے ان کی یہ خواہش کمزور نہیں پڑی کہ انہیں ایک ممتاز اور کامیاب آدمی بننا ہے۔ وہ تربیت یافتہ پائلٹ بھی تھے اور ان کے پاس سو گھنٹے کی پرواز کا تجربہ بھی موجود تھا لیکن ایک پیشہ ور پائلٹ بننے کا خیال بھی انہوں نے دل سے نکال دیا تھا۔ اب ان کا رجحان فلمی دنیا کی طرف ہوچکا تھا۔ تاہم ان کے ذہن میں یہ واضح نہیں تھا کہ وہ کس حیثیت سے فلمی دنیا میں مقام بنانا چاہتے ہیں۔ پھر کچھ ڈرامائی انداز میں انہیں فلمی دنیا میں قدم رکھنے کا موقع مل گیا۔

(جاری ہے)

قسط : 7

تاراچند برجاتیہ کا فلمساز ادارہ ''راج شری پروڈکشنز'' ایک بہت بڑا پروڈکشن ہاؤس تھا اور اس کی بڑی ساکھ تھی۔ 1958ء میں تاراچند برجاتیہ کے بیٹے کمل برجاتیہ کی شادی اندور میں ہورہی تھی۔ بولی وڈ کی بہت سی بڑی شخصیات برات میں آئی ہوئی تھیں جن میں پروڈیوسر امرناتھ بھی شامل تھے۔ اہم شخصیات کو اندور کے سب سے اچھے ہوٹل میں ٹھہرایا گیا تھا۔ اس کے قریب ہی یشونت کلب تھا جہاں سلیم خان کرکٹ کی پریکٹس کرنے جاتے تھے۔ اس روز وہ بھی اپنے کسی دوست سے ملنے اس ہوٹل میں آگئے جہاں بولی وڈ والے ٹھہرے ہوئے تھے۔

سلیم خان، پروڈیوسر امرناتھ کی نظر میں آگئے۔ وہ اپنی آئندہ فلم کے لئے کسی نئے چہرے کی تلاش میں تھے۔ انہوں نے سلیم خان سے بات کی، سلیم ہچکچائے کیونکہ انہیں اداکاری کا کوئی تجربہ نہیں تھا۔ امرناتھ نے انہیں دلیپ کمار کی مثال دے کر قائل کیا کہ جب انہیں فلموں میں کام کرنے کی پیشکش کی گئی تو انہیں بھی اداکاری کا کوئی تجربہ نہیں تھا۔ سلیم خان آمادہ ہوگئے لیکن قسمت اس سلسلے میں بھی ان کا امتحان لینا چاہتی تھی۔

امرناتھ کی ایک فلم ان دنوں زیر تکمیل تھی۔ وہ سلیم خان کو اپنی آئندہ فلم میں بطور ہیرو لینا چاہتے تھے۔ ان کی جو فلم زیر تکمیل تھی، اس کے بارے میں انہیں یقین تھا کہ وہ سپرہٹ ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے سوچا تھا کہ اس کے بعد والی فلم میں وہ نیا ہیرو لینے کا تجربہ کرسکیں گے اور اس تجربے کے ناکام ہونے کا خطرہ کم ہوگا۔ قسمت کا کرنا یہ ہوا کہ ان کی زیر تکمیل فلم ''کل ہمارا ہے'' جب مکمل ہو کر ریلیز ہوئی تو وہ فلاپ ہوگئی، جس کے بعد اگلی فلم میں نیا ہیرو متعارف کرانے کا ان میں حوصلہ نہ رہا، تاہم انہوں نے سلیم خان کو ایک چھوٹے موٹے رول کی آفر کردی۔ سلیم خان نے اسی کو غنیمت سمجھا۔ اس کا انہیں یہ فائدہ ہوا کہ انہیں دوسرے پروڈیوسرز سے بھی چھوٹا موٹا کام ملنے لگا۔

جن لوگوں نے اس زمانے میں سلیم خان کو فلموں میں دیکھا ہے، ان کا کہنا ہے کہ وہ نوجوانی میں اپنے بیٹے سلمان خان سے بھی زیادہ خوبصورت اور ہینڈسم دکھائی دیتے تھے۔ فلمی دنیا میں سلیم خان کی شناسائیاں پہلے سے بھی تھیں۔ وہ اس طرح کہ بہت سی فلمی شخصیات شکار کے لئے اندور آتی تھیں تو زیادہ تر سلیم خان کے والد ہی ان کی میزبانی کرتے تھے۔ 1966ء میں سلیم خان کو فلم ''سرحدی لٹیرا'' میں ہیرو کا رول کرنے کا موقع ملا لیکن یہ بھی کچھ خاص کامیاب نہیں رہی۔ بطور اداکار ان کا کیریئر شاندار نہیں رہا لیکن بہرحال انہیں بولی وڈ کا پہلا ''خان'' کہا جاسکتا ہے۔ اس اعتبار سے ان کے صاحبزادے سلمان بولی وڈ کے دوسرے ''خان'' ہیں۔

انہیں فلمی دنیا میں ہاتھ پاؤں مارتے سات سال ہوچکے تھے اور بطور اداکار انہیں کوئی خاص کامیابی نصیب نہیں ہوئی تھی، چنانچہ انہوں نے فلمی دنیا ہی کے ایک دوسرے شعبے، یعنی اسکرپٹ رائٹنگ میں قسمت آزمائی کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ بلاشبہ ان کی زندگی کا ایک اہم موڑ ثابت ہوا۔ کسی نہ کسی قسم کی کامیابی کی طلب ان کے دل میں بڑی شدید تھی۔ وہ ناکام ہوکر اندور واپس جانا نہیں چاہتے تھے۔

فلمی کہانی نویس کے طور پر سلیم خان کو پہلی کامیابی 1969ء میں فلم ''دو بھائی'' سے ملی جس کے اسٹارز اشوک کمار، جیتندر اور مالا سنہا تھے۔ اس سے پہلے 1964ء میں سلیم شادی کرچکے تھے۔ فلمی دنیا میں جدوجہد کے دوران ان کی بے شمار لوگوں سے ملاقاتیں ہوئی تھیں، ان میں سب سے اہم ملاقات سلمیٰ خان سے تھی، جنہیں سلیم خان نے اپنا جیون ساتھی بنالیا۔

سلمیٰ خان کا اصل نام سوشیلا چارک تھا۔ ان کا فلم انڈسٹری سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ دانتوں کے ڈاکٹر کی بیٹی تھیں اور ڈوگرا راجپوت خاندان سے تھیں۔ مذہب کے اعتبار سے وہ ہندو تھیں۔ وہ جو کہتے ہیں کہ عشق اندھا ہوتا ہے، مذہب اور ذات پات بھی نہیں دیکھتا...... تو ان دونوں کا معاملہ یہی ہوا۔ سوشیلا کے والد اپنی بیٹی کی شادی ایک مسلمان نوجوان سے کرنے کے لئے تیار نہیں تھے لیکن سوشیلا اپنے خاندان کی مخالفت کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے مسلمان ہوگئیں۔ ان کا اسلامی نام سلمیٰ رکھا گیا اور شادی کے بعد وہ سلمیٰ خان ہوگئیں۔

1966ء میں سلیم خان کی ملاقات معروف نغمہ نگار اور رائٹر جاوید اختر سے ہوئی۔ دونوں نے مل کر فلموں کی کہانیاں لکھنے کا فیصلہ کیا۔ ان کی کامیابیوں کی کہانی 1971ء میں فلم ''ہاتھی میرے ساتھی'' کی ریلیز کے ساتھ شروع ہوئی۔ اس فلم سے بطور رائٹر ان کی جوڑی ایسی ہٹ ہوئی کہ کئی سال تک انہوں نے فلمی دنیا پر راج کیا۔ اگلے دس سالوں تک وہ 24/ یادگار فلمیں لکھ چکے تھے جن میں سے 20/ بلاک بسٹر تھیں۔ اسی دہائی کے دوران انہوں نے بولی وڈ کو امیتابھ بچن جیسا بے مثال اسٹار دیا۔

سلیم خان نے امیتابھ بچن کو فلم ''بمبئی ٹو گوا'' میں دیکھا تھا۔ گو کہ وہ کوئی خاص کامیاب فلم نہیں تھی لیکن امیتابھ ان کی نظر میں آگئے تھے۔ اپنی لکھی ہوئی فلم ''زنجیر'' (1973ء) کے لئے انہوں نے ڈائریکٹر پرکاش مہرہ کے سامنے امیتابھ کا نام تجویز کیا تھا۔ درحقیقت سلیم۔ جاوید کی جوڑی نے امیتابھ کو ہی ذہن میں رکھ کر ''زنجیر'' کی کہانی لکھی تھی جو سپرہٹ رہی۔ اسی فلم سے امیتابھ بچن کا ایک مخصوص امیج بنا اور انہیں ''اینگری ینگ مین'' کا خطاب ملا۔

سلیم۔ جاوید ہی کی لکھی ہوئی فلموں دیوار، شعلے، ترشول، ڈون، کالا پتھر، دوستانہ اور شکتی کے ذریعے امیتابھ کامیابیوں کی انتہائی بلندی تک پہنچے۔ بطور اسکرپٹ رائٹر سلیم۔ جاوید جیسی کامیابی بولی وڈ میں کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ انہوں نے اسکرپٹ رائٹر کو فلمی دنیا میں وہ باعزت مقام بھی دلوایا جس کا وہ مستحق تھا۔ ان سے پہلے تو فلم کے پوسٹر پر کہانی نویس کا نام بھی نہیں آتا تھا۔

1981ء میں یہ جوڑی ٹوٹ گئی۔ اس سلسلے میں سلیم خان سادگی سے صرف یہی کہتے ہیں ''ہر چیز کی ایک میعاد ہوتی ہے، ایکسپائری ڈیٹ ہوتی ہے، ہماری جوڑی کی بھی ایک ایکسپائری ڈیٹ تھی، اگر وہ 1981ء میں نہ ٹوٹتی تو شاید آگے چل کر ٹوٹ جاتی۔''

سلیم اور جاوید کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے کوئی رنجش نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ بڑے قریبی رشتوں میں علیحدگی ہوتی رہتی ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے سے الگ ہوجاتے ہیں، بھائیوں اور دوستوں میں علیحدگی ہوجاتی ہے، ہم تو پھر بھی صرف پیشہ ورانہ طور پر ایک دوسرے کے ساتھ تھے۔ سلیم خان ویسے بھی پیچھے نہیں، آگے دیکھنے کے قائل ہیں اور سلمان خان بھی انہی کی روایت کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ وہ بھی ماضی میں الجھے رہنے کے قائل نظر نہیں آتے۔

جی پی سی فلم ''شعلے'' کی کامیابی پر کیک کاٹتے ہوئے، بائیں جانب سلیم خان اور جاوید اختر، عقب میں امیتابھ بچن، دائیں جانب امجد خان

سلمان 27/ دسمبر 1965ء کو صبح 10 بجکر 45 منٹ پر اندور کے ''کلیان مل نرسنگ ہوم'' میں پیدا ہوئے۔ اسی سال فلم ''راکا'' ریلیز ہوئی تھی جس میں سلمان کے والد سلیم خان ہیرو تھے۔ آج کے سپر اسٹار سلمان خان بچپن میں دوسرے عام بچوں کی طرح تھے۔ وہ جب چھوٹے تھے تو نہر یا سوئمنگ پول وغیرہ کے قریب جاتے ہوئے بھی ڈرتے تھے۔ ایک روز ان کی تائی نے انہیں رسی سے باندھ کر محلے کے ایک کنویں میں لٹکا دیا۔ یہ تیراکی سیکھنے کے سلسلے میں گویا سلمان کا پہلا سبق تھا۔

ننھے سلمان، والدہ کی گود میں

سلمان کے کزن، مبین خان اس جیپ کے ساتھ جس میں سلمان نے ڈرائیونگ سیکھی

سلمان کا بچپن اور لڑکپن زیادہ ممبئی میں گزرا تاہم تعلیم کے لئے انہیں گوالیار کے سِندیا بورڈنگ اسکول میں داخل کرایا گیا تھا، مگر ان کا سب سے پسندیدہ شہر اندور تھا۔ انہیں جب بھی چھٹیاں ملتیں، وہ اندور پہنچ جاتے۔ سلمان کے بھائی ارباز بھی ان کے ساتھ سِندیا بورڈنگ اسکول میں تھے۔ سلمان آٹھویں جماعت میں تھے اور ارباز چھٹی جماعت میں۔ انہوں نے 1979ء میں یہ اسکول چھوڑا اور ممبئی کے سینٹ اسٹینفس لاس کانونٹ ہائی اسکول میں داخل ہوگئے۔

سلمان نے کئی اسکول بدلے لیکن ان کا پسندیدہ شہر اندور ہی رہا۔ وہ گرمیوں کی چھٹیاں بھی وہیں گزارتے۔ وہ وہاں غلیل سے اپنا نشانہ آزماتے۔ اندور کی گلیوں میں گھنٹوں سائیکل چلاتے۔ یہیں انہوں نے گھوڑا گاڑی، اسکوٹر اور جیپ چلانی سیکھی۔ شام کو وہ اس دکان پر جا بیٹھتے جسے ''مدھوشالا'' کہا جاتا تھا۔ وہاں گنّے کا رس ملتا تھا۔ سلمان ایک دو گلاس گنّے کے رس سے فرحت حاصل کرتے۔ سلمان ایک شرارتی اور ضدی بچے تھے، کسی کام کا ارادہ کرلیتے تو اسے کرکے چھوڑتے۔ کسی کے روکنے سے نہ رکتے۔

انہیں کرتب دکھانے اور سیکھنے کا بھی شوق تھا۔ وہ سائیکل چلاتے ہوئے، سائیکل سمیت کئی فٹ اونچی چھلانگ لگا لیتے تھے۔ ناہموار پتھروں اور سیڑھیوں پر بھی سائیکل چلا لیتے تھے۔ اس قسم کی حرکتوں میں انہیں چوٹیں اور خراشیں بھی آتی تھیں لیکن وہ پروا نہیں کرتے تھے۔ سلمان کو فطری نظاروں سے بھی پیار تھا۔ وہ گھنٹوں جنگل کی سیر کرتے رہے اور جب انہیں جیپ چلانا آگئی تو وہ اس میں بیٹھ کر کچے راستوں پر بہت دور تک نکل جاتے۔ انہیں دیہی ماحول بہت پسند تھا۔ وہ بیل گاڑی بھی چلا لیتے اور گائے بھینس کا دودھ بھی نکال لیتے۔ یہ دودھ وہ کچا ہی پی جاتے۔

انہیں تعلیم سے زیادہ اسی قسم کے مشاغل سے دلچسپی تھی۔ اسی لئے سلیم خان نے انہیں گوالیار کے سِندیا بورڈنگ اسکول میں داخل کرایا تھا جو اچھی تعلیم اور ڈسپلن کے لئے مشہور تھا۔ سلیم خان کو امید تھی کہ شاید اس قسم کے اسکول میں وہ صحیح طریقے سے پڑھ لیں۔ وہاں زیادہ تر نوابزادوں اور سابق راجوں مہاراجوں کے بچے پڑھتے تھے۔ اس اسکول کا ماحول بھی سلمان خان کو پڑھائی کی طرف مائل نہیں کرسکا اور آخرکار سلیم خان نے انہیں واپس بلا کر ممبئی کے سینٹ اسٹینفس لاس اسکول میں داخل کرایا۔

سلمان کے کزن اور ساتھی تعلیم کے معاملے میں ان کی نالائقی دیکھ کر کبھی کبھی انہیں چھیڑتے ''تمہارے پاس تو خاندانی دولت یا زمین اور جاگیر بھی نہیں ہے۔ اگر تم اچھی تعلیم بھی حاصل نہیں کروگے تو آگے چل کر کیا کروگے؟''

سلمان جواب دیتے۔ ''اللہ بہت بڑا ہے۔''

ان کے لڑکپن سے ہی یہ اندازہ ہونے لگا تھا کہ وہ ہیرو بننا چاہتے تھے۔ وہ جب چھوٹے تھے تو بالکل دبلے پتلے تھے لیکن لڑکپن میں انہیں اپنے بعض رشتے داروں کو باڈی بلڈنگ کرتے دیکھ کر اس کا اتنا شوق ہوا کہ وہ بھی باقاعدگی سے تن سازی کے لئے ورزشیں کرنے لگے۔ پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ پورے انڈیا میں ان کی باڈی کی خوبصورتی کے چرچے ہوئے۔ ان کے کزن مبین خان کچھ عرصہ جم میں ان کے ساتھی رہے۔ دونوں خوب ورزش کرتے، پھر حلوائی کی دکان پر جاکر دودھ جلیبی کھاتے۔ وہ اندور میں جس انداز میں زندگی گزارتے تھے، اس کی جھلک ان کی فلمی اداکاری میں بھی نظر آتی ہے۔ ممبئی کے جس اسکول میں انہوں نے تعلیم حاصل کی، وہ اس بلڈنگ کے برابر میں ہی ہے، جس کے ایک اپارٹمنٹ میں وہ اب رہتے ہیں۔

(جاری ہے)

''کک'' میں جیکولین کے ساتھ

''باڈی گارڈ'' میں کرینہ اور سلمان

قسط : 8

بچپن میں اسکول میں شرارتوں پر سلمان کی پٹائی ہوتی تھی اور پھر جب گھر میں اس بات کا پتا چلتا تھا تو وہاں بھی ان کی خبر لی جاتی تھی لیکن اس زمانے میں بھی سلمان دل کے بہت اچھے تھے اور اس وقت سے ہی ان کے مزاج میں سخاوت اور کشادہ دلی تھی۔

ایک بار ان کے ٹیچر نے حکم دیا کہ کلاس کے سب لڑکے اپنے جس کلاس فیلو کے بارے میں سمجھتے ہوں کہ اس کے مالی حالات اچھے نہیں ہیں، اسے ہفتے میں ایک روز اپنے ساتھ گھر لے جایا کریں اور اچھا کھانا کھلایا کریں۔ سلمان اپنے ساتھ ایک نہیں بلکہ چھ لڑکوں کو لے گئے اور بہت دنوں تک لے جاتے رہے۔ ان کے گھر والوں نے بھی ان لڑکوں کو خوش آمدید کہا۔

اسکول کے پرنسپل کافی سخت مزاج تھے۔ سلمان انہیں پسند نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ جب وہ میٹرک کر کے اسکول کی تعلیم سے فارغ ہوئے تو انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ پرنسپل سے ان کی جان چھوٹ گئی لیکن جب انہوں نے سینٹ سیویئر کالج میں داخلہ لیا تو یہ دیکھ کر انہیں حیرت کا جھٹکا لگا کہ ان کے اسکول والے پرنسپل اب کالج کے پرنسپل بن کر آ چکے تھے۔ وہ پادری بھی تھے۔ پرنسپل صاحب نے سلمان کو کالج میں دیکھ کر کہا۔ ''میں اتنی آسانی سے تمہارا پیچھا چھوڑنے والا نہیں ہوں۔''

پھر سلمان نے کالج کی تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور کچھ عرصے بعد اسپین چلے گئے۔ وہاں انہیں پتا چلا کہ پرنسپل صاحب بھی اسپین آئے ہوئے ہیں۔ سلمان نے سوچا، پردیس میں پرنسپل صاحب سے مل لینا چاہیے۔ انہوں نے پرنسپل صاحب کا اتا پتا کر کے انہیں فون کیا لیکن ان سے بات نہیں ہو سکی۔ انہوں نے پیغام چھوڑ دیا اور اپنا ایڈریس وغیرہ نوٹ کرا دیا لیکن کئی دن تک پرنسپل صاحب کا کوئی جوابی فون وغیرہ نہیں آیا۔ سلمان یہی سمجھے کہ پرنسپل صاحب چونکہ انہیں پسند نہیں کرتے تھے، اس لئے انہوں نے فون کرنا اور اپنے پاس بلانا گوارا نہیں کیا۔

پھر ایک روز ایک آدمی سلمان سے ملنے آیا۔ اس نے بتایا کہ پرنسپل صاحب کا انتقال ہو چکا ہے اور جس وقت سلمان نے انہیں فون کیا، اس وقت وہ اتنے بیمار تھے کہ بات بھی نہیں کر سکتے تھے۔ تاہم وہ ایک کاغذ پر سلمان کے لئے کچھ لکھ گئے تھے۔ اس شخص نے وہ کاغذ سلمان کو دے دیا۔ اس پر شکستہ سے حروف میں لکھا تھا۔ ''بیٹا! میں تم سے بہت پیار کرتا تھا لیکن اس لئے تمہارے ساتھ سختی سے پیش آتا تھا کہ تم پڑھ لکھ جاؤ اور کچھ بن جاؤ۔ مجھے افسوس ہے کہ میں زندگی کے آخری لمحوں میں تم سے ملاقات نہیں کر سکا۔''

سلمان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کچھ عرصہ قبل ایک انٹرویو میں اس واقعے کا تذکرہ کرتے ہوئے بھی سلمان کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔ ان کے کالج کی تعلیم ادھوری چھوڑنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ انہوں نے بولی وڈ میں قدم رکھ دیا تھا۔

آج سلمان خان کروڑوں دلوں کی دھڑکن اور بولی وڈ کا سپر اسٹار ہے۔ کئی فلم اسٹارز خود اچھے خاصے کامیاب ہونے کے باوجود اس کی طرف رشک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس کی کامیابیوں کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ 2009ء کے بعد سے ریلیز ہونے والی اس کی فلمیں ''وانٹیڈ، دبنگ، ریڈی، باڈی گارڈ، ایک تھا ٹائیگر، دبنگ 2، جے ہو، کک، اور بجرنگی بھائی جان'' سب کی سب 100 کروڑ سے زائد کما چکی ہیں۔ درحقیقت سلمان ہی کی فلم نے بہت پہلے یعنی 1994ء میں پہلی بار 100 کروڑ سے زائد کما کر فلموں کے اس کلب کی بنیاد رکھی تھی جسے ''100 کروڑ کلب'' کہا جاتا ہے۔

مشہور زمانہ میگزین ''فوربس'' کے انڈین ایڈیشن کے مطابق 2014ء میں سلمان کی آمدنی تقریباً 245 کروڑ روپے تھی اور انہوں نے آمدنی کے اعتبار سے شاہ رخ خان اور امیتابھ بچن کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ 2015ء میں وہ انڈیا میں سب سے زیادہ معاوضہ حاصل کرنے والی سیلبریٹیز میں 76 ویں نمبر پر تھے۔ ایک امریکی میگزین کے مطابق 2015ء میں انہوں نے تقریباً 34 ملین ڈالر کے مساوی رقم کمائی۔ 2016ء کے آغاز تک ان کے اثاثوں کی مالیت 1280 کروڑ روپے تھی۔

ایک وقت وہ تھا جب سلمان خان سوچا کرتے تھے کہ اگر وہ فلم انڈسٹری میں کام کرنے لگیں اور کسی طرح انہیں دس ہزار روپے ماہانہ معاوضہ ملنے لگے یا پھر کوئی ایسی ملازمت مل جائے جس میں انہیں دس ہزار روپے ماہانہ تنخواہ ملنے لگے تو مزا آ جائے، زندگی کیسی پُرلطف ہو جائے۔ اس کے علاوہ ان کی دوسری سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ اگر وہ پوری زندگی میں کبھی دس لاکھ روپے یکمشت حاصل کرنے یا پس انداز کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو یہ ان کی بہت بڑی کامیابی ہوگی۔

دس لاکھ روپے ان کے پاس اپنی دوسری فلم کے بعد ہی آ گئے تھے۔ پوری زندگی میں دس لاکھ روپے حاصل کرنا جس شخص کا خواب تھا، وہ آج 1280 کروڑ کا مالک ہے اور ابھی اس کا کیریئر ختم نہیں ہوا۔ یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ ابھی تو اس کا کیریئر عروج پر ہے۔ اپنی ان کامیابیوں کے بارے میں بات کرتے ہوئے ایک انٹرویو میں سلمان نے کہا ''میں نے ایسا کچھ نہیں کیا جس ... مجھے ... حاصل

ہوتیں یا میرے پاس اتنا پیسہ آتا۔ بات صرف اتنی ہے کہ میں خوش قسمت ہوں۔ میری شخصیت اور کارکردگی میرے والد اور بھائیوں کی مرہون منت ہے جب کہ میری کامیابیاں میری اچھی قسمت کی بدولت ہیں۔ اچھی قسمت، ظاہر ہے، صرف اوپر والے کی مہربانی کی وجہ سے ہوتی ہے۔''

نوعمری کے زمانے میں سلمان باندرہ کے ساحلی علاقے میں چھوٹے سے ایک پارک میں بنچ پر جا کر بیٹھتے تھے۔ وہاں سے قریب ہی ایک پرانا بنگلہ نظر آتا تھا۔ وہ اس بنگلے کو رشک کی نظر سے دیکھتے تھے لیکن انہوں نے یہ سوچنے کی ہمت قطعی نہیں کی تھی کہ زندگی میں وہ کبھی ایسا بنگلہ خرید سکتے ہیں۔ اب یہ ایک الگ کہانی ہے کہ انہوں نے اس قسم کا بنگلہ خریدنے کے قابل ہو جانے کے باوجود کیوں نہیں خریدا۔ بہرحال جس بنگلے کو وہ دیکھا کرتے تھے، اسے شاہ رخ خان نے خریدا تھا اور ایک بالکل نئی شکل دے دی تھی۔ آج کل وہ بنگلہ ''منت'' کہلاتا ہے۔

جس زمانے میں سلمان پارک میں بیٹھتے تھے یا کبھی کبھار اپنی کھلی چھت والی کار میں اس بنگلے کے سامنے سے گزرتے تھے، ان دنوں وہ اپنی تعلیم کو خیرباد کہہ چکے تھے۔ انہوں نے صرف میٹرک پاس کیا تھا۔ وہ انٹر تک کالج گئے ضرور...... لیکن انہوں نے انٹر پاس نہیں کیا۔ فرصت کے ان دنوں میں وہ غور کر رہے تھے کہ فلم انڈسٹری میں کس طرح قدم رکھیں۔ آخرکار انہیں فلم ''فلک'' (1988) کے لئے اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے طور پر کام کرنے کا موقع مل گیا۔ اس فلم کے ہیرو جیکی شروف، ڈائریکٹر ششی لال نائر اور رائٹر سلیم خان تھے لیکن انہوں نے سلمان کو کسی بھی حیثیت میں، کوئی بھی کام دینے کی سفارش ہرگز نہیں کی تھی۔ سلمان اپنی کوششوں سے اس فلم کے لئے اسسٹنٹ ڈائریکٹر بننے میں کامیاب ہوئے تھے اور یوں انہوں نے فلمی دنیا میں قدم رکھ دیا تھا۔

''فلک'' باکس آفس پر ناکام ہو گئی لیکن اس دوران چند کمرشلز میں کام کر کے سلمان پروڈیوسرز اور ڈائریکٹرز کی نظر میں آ چکے تھے تاہم بطور اداکار پہلی بار انہیں فلم ''بیوی ہو تو ایسی'' میں کام کرنے کا موقع ملا۔ اس کی کہانی خود سلمان نے ایک انٹرویو میں یوں سنائی ''ڈائریکٹر اور پروڈیوسر جے۔ کے بہاری کو اس فلم کے لئے ایک نئے چہرے کی تلاش تھی لیکن کوئی آڈیشن دینے ہی نہیں آ رہا تھا۔ جے۔ کے بہاری نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ جو کوئی بھی آڈیشن دینے آ گیا، وہ اسے فلم میں لے لیں گے۔ میں آڈیشن دینے پہنچ گیا۔ انہوں نے مجھے منتخب کر لیا اور ساتھ ہی کہا ''یہ مت سمجھنا کہ میں نے تمہیں اس لئے منتخب کر لیا ہے کہ تم سلیم خان کے بیٹے ہو۔ میں نے تمہیں صرف اس لئے لے لیا ہے کہ اور کوئی آڈیشن دینے آیا ہی نہیں۔'' میں نے اس کے جواب میں ان کا شکریہ ادا کرنے کے سوا کچھ نہیں کہا۔

جس وقت سلمان اداکار بننے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے تھے، ان دنوں ان کے والد کی لکھی ہوئی فلمیں کامیابی کے نئے ریکارڈ قائم کر رہی تھیں۔ ان میں مہیش بھٹ کی ڈائریکٹ کی ہوئی فلم ''نام'' جو 1986ء میں ریلیز ہوئی اور شیکھر کپور کی ''مسٹر انڈیا'' (1987) سب سے آگے تھیں۔ سلیم خان نے کچھ عرصہ قبل اپنے ایک انٹرویو میں کہا ''میں نے کبھی کسی سے اپنے کسی بھی بیٹے کی سفارش نہیں کی اور نہ ہی انہیں متعارف کرانے کے لئے خود کوئی فلم بنانے کے بارے میں کبھی سوچا۔ میں اس بات پر یقین رکھتا تھا کہ اگر ان میں کوئی صلاحیت ہوگی تو ضرور کسی نہ کسی کو نظر آ جائے گی۔ صرف سفارش پر کوئی بھی انسان کسی بھی شعبے میں زیادہ دن نہیں چل سکتا۔ اگر عوام آپ کو قبول نہ کریں تو پھر آپ کے لئے کسی کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی۔ کئی بڑے اسٹارز نے اپنی اولاد کو متعارف کرانے کے لئے فلمیں بنائیں۔ کوئی کامیاب رہا، کوئی ناکام...... بعض اوقات دو بھائیوں میں سے ایک کامیاب ہو جاتا ہے، دوسرا ناکام۔ اشوک کمار اور کشور کمار، دونوں اسٹارز بن گئے لیکن ان کے تیسرے بھائی انوپ کمار کچھ بھی نہیں بن سکے۔''

سلیم خان نے تو سلمان کو باقاعدہ منع کر رکھا تھا کہ وہ کہیں بھی کام حاصل کرنے کے لئے ان کا نام استعمال نہ کریں۔ جب سنیل دت اور راجندر کمار اپنے بیٹوں کو متعارف کرانے کے لئے فلمیں بنا رہے تھے تو سلمان کام حاصل کرنے کے لئے پروڈیوسرز اور ڈائریکٹرز کے دفاتر کے چکر لگا رہے تھے۔ سنیل دت نے اپنے بیٹے سنجے دت کو متعارف کرانے کے لئے فلم ''راکی'' بنائی تھی جب کہ راجندر کمار نے اپنے بیٹے کے لئے ''لو اسٹوری'' بنائی تھی۔ یہ دونوں فلمیں 1981ء میں بنی تھیں۔

سلیم خان کو تو اگر کوئی مشورہ بھی دیتا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کے لئے کوئی فلم بنائیں، تو سلیم خان اس بات کا جواب اس شخص کو دینے کے بجائے اپنے بیٹے کو ہی دیتے تھے جو عموماً دل شکن ہی ہوتا تھا لیکن وہ مذاق کے انداز میں بات کرتے تھے مثلاً ایک بار انہوں نے سلمان سے کہا ''میں نے ممبئی آنے کے بعد آج تک ریس میں کسی گھوڑے پر پیسہ نہیں لگایا تو میں تم جیسے گدھے پر کیسے پیسہ لگا سکتا ہوں؟''

(جاری ہے)

”میری کامیابیوں کی وجہ صرف خوش قسمتی ہے“

قسط : 9

1980ء کی دہائی میں ”باندرا بینڈ اسٹینڈ“ اور ”سی راک ہوٹل“ دو ایسے ٹھکانے تھے جہاں سلمان خان کی نشست و برخاست رہتی تھی۔ بولی وڈ کے بہت سے اسٹارز بھی یہاں آتے جاتے تھے۔ ”سی راک“ خاصا شاندار ہوٹل تھا لیکن اب ختم ہو چکا ہے۔ اتل اگنی ہوتری جو آگے چل کر سلمان کے بہنوئی بنے، ان سے سلمان کی پہلی ملاقات یہیں ہوئی تھی۔ پھر جب اتل نے ماڈلنگ شروع کی تو ان دونوں کے درمیان گہری دوستی ہو گئی جو بعد میں رشتہ داری میں تبدیل ہو گئی۔ اتل بتاتے ہیں کہ سلمان روزانہ ہوٹل کے سوئمنگ پول میں دیر تک تیراکی کرتے تھے۔ شبینہ خان جو کافی عرصے سے سلمان کی ڈریس ڈیزائنر ہیں، ان سے بھی سلمان کی میل ملاقات سی راک ہوٹل میں ہی شروع ہوئی تھی۔ شبینہ بھی تیراکی کرتی تھیں۔

ہوٹل میں جم بھی تھا جہاں فلم اسٹار ریکھا اس قسم کی ورزشیں سکھاتی تھیں جنہیں جسمانی کرتب بھی کہا جا سکتا ہے۔ اسی ہوٹل میں سلمان کی شناسائی منیش بہل سے بھی ہوئی تھی جس نے ان کے ساتھ ”ہم آپ کے ہیں کون“ اور دوسری کئی فلموں میں کام کیا۔ منیش بہل، ماضی کی مشہور اداکارہ نوتن کے صاحبزادے ہیں۔

وہ بتاتے ہیں ”میں نے چھ فلموں میں کام کیا جن میں سے پانچ فلاپ ہو گئیں، صرف ایک ہٹ ہوئی۔ میں دو تین سال گھر پر فارغ بیٹھا رہا اور سنجیدگی سے کمرشل پائلٹ بننے کے بارے میں سوچنے لگا کیونکہ میں ان دنوں باقاعدگی سے بمبئی فلائنگ کلب میں جہاز اڑا رہا تھا۔ باڈی بلڈنگ میرا اور سلمان کا مشترکہ شوق تھا اور اسی کے دوران ہماری دوستی ہوئی تھی۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ فلموں میں ہیرو بننا چاہتا ہے۔ میں نے ٹھنڈی سی سانس لے کر اس سے کہا تھا کہ بھیا، یہ بہت مشکل کام ہے۔ میں نے اس سے یہ بھی کہا کہ تمہاری شکل سنجے دت سے ملتی ہے، جب اس بے چارے کی فلمیں فلاپ ہو رہی ہیں تو تمہاری کہاں سے کامیاب ہوں گی؟ لیکن فلم شاید اس کے خون میں شامل تھی اور اسی شوق کی خاطر اس نے 19 سال کی عمر میں پڑھائی چھوڑ دی تھی۔“

اس زمانے میں امیتابھ بچن کی مقبولیت کم ہو رہی تھی اور فلمی دنیا کے افق پر کئی نئے ہیرو نمودار ہو رہے تھے۔ گووندا، سنی دیول، راج ببر، متھن چکرورتی، سنجے دت، جیکی شروف اور انیل کپور اسی دور میں آگے آئے تھے۔ ونود کھنہ کافی عرصے تک امریکہ میں سادھو سنت قسم کی ایک شخصیت کے زیر اثر، اس کے آشرم میں رہنے کے بعد بولی وڈ واپس آ گئے تھے۔ رشی کپور، دھرمیندر اور شتروگھن سنہا جیسے اداکاروں کے قدم ابھی خاصی مضبوطی سے فلمی دنیا میں جمے ہوئے تھے۔ ستاروں کی اتنی بڑی کہکشاں میں سلمان کو صرف اپنے بل بوتے پر مقام بنانا تھا۔

سلمان کے والد نے ان کے بارے میں خیال ظاہر کیا تھا کہ وہ کبھی کامیاب اداکار نہیں بن سکتے۔ ان کا یہ تبصرہ کانٹے کی طرح سلمان کے ذہن میں کھٹکتا رہتا تھا۔ کبھی کبھی حالات سے کچھ ایسا لگتا جیسے سلیم خان نے ٹھیک ہی کہا تھا لیکن سلمان خان شکست قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ وہ چار سال سے پروڈیوسرز اور ڈائریکٹرز کے دفتروں کے چکر لگا رہے تھے لیکن اس عرصے میں صرف ”بیوی ہو تو ایسی“ میں مختصر سا رول کر پائے تھے جس کا کسی نے نوٹس نہیں لیا تھا۔ ان کے دوست منیش بہل نے فلم کا خصوصی شو دیکھنے کے بعد سلمان کے منہ پر صاف کہہ دیا تھا کہ فلم بھی بے کار تھی اور اس میں سلمان کا رول بھی معمولی اور قطعی غیر متاثر کن تھا۔ منیش بہل کی والدہ نوتن نے البتہ کہا تھا کہ اس فلم میں سلمان نے اچھا کام کیا ہے اور اس کا مستقبل روشن ہے...... لیکن یہ بات انہوں نے صرف سلمان کی ہمت افزائی کے لئے کی تھی۔

سلمان کے گھر والوں کا بھی یہی خیال تھا کہ وہ کبھی کامیاب اداکار نہیں بن سکتے۔ سلمان ایک اچھا ہیرو نظر آنے کے لئے جم میں باڈی بلڈنگ کرتے تھے لیکن انہوں نے یہ بات بھی گھر والوں سے چھپائی ہوئی تھی۔ اگر کوئی ایسا شخص انہیں جم میں دیکھ لیتا جس کا ان کے گھر آنا جانا تھا تو سلمان رشوت کے طور پر سو کا نوٹ اس کی خدمت میں پیش کرتے اور درخواست کرتے کہ ان کے گھر والوں کے سامنے ذکر نہ کیا جائے کہ وہ باڈی بلڈنگ کرتے ہیں۔

بہر حال، لوگوں کے اندازے خواہ کچھ بھی تھے لیکن سلمان کی قسمت میں کچھ اور لکھا تھا۔ راج شری پروڈکشنز میں جب ”میں نے پیار کیا“ کی تیاریاں ہو رہی تھیں تو آڈیشن کے بعد ہیرو کے کردار کے لئے دو نوجوانوں کو شارٹ لسٹ کیا گیا تھا ان میں سے ایک کنال گوسوامی تھے جو اداکار منوج کمار کے صاحبزادے تھے دوسرے نوجوان کا نام دیپک تجوری تھا۔ آثار بتاتے تھے کہ ان دونوں میں سے کوئی فلم کا ہیرو ہوگا...... لیکن قسمت سلمان خان کے ساتھ تھی۔

سلمان خود بھی کہتے ہیں کہ وہ بہت سے معاملات میں بے حد خوش قسمت ہیں۔ بعض اوقات وہ خود کچھ نہیں کرتے اور انہیں کامیابی نصیب ہو جاتی ہے۔ ان کا فلم کے پروڈیوسر سورج برجاتیہ سے ملنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن ایک صاحب گپتا جی عرف ہنی، ان کے والد کے ساتھ لکھنے لکھانے کے کام میں اسسٹنٹ کے طور پر خدمات انجام دیتے تھے۔ انہوں نے سورج برجاتیہ سے سفارش کی کہ سلیم خان کا بیٹا سلمان خان، آنے والی فلم ”میں نے پیار کیا“ کا ہیرو ہو سکتا ہے۔

ایک اور شخصیت نے بھی سلمان کی غیر موجودگی میں سلمان کے لئے سفارش کی وہ ماڈل شبانہ دت تھی جس نے اسی فلم کے سلسلے میں ہیروئن کے کردار کے لئے آڈیشن دیا تھا لیکن یہ رول آخر میں بھاگیہ شری کے حصے میں آیا تھا۔ شبانہ اور سلمان، دونوں چونکہ ماڈلنگ کرتے تھے، اس لئے ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے تھے۔ اس طرح تین چار افراد نے سورج برجاتیہ پر زور دیا کہ سلمان کو ہیرو لیا جائے۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ سلمان کو علم تک نہیں تھا کہ اس کی غیر موجودگی میں اس کی سفارشیں کی جا رہی ہیں۔

انہیں اچانک آڈیشن کے لئے بلا لیا گیا۔ آڈیشن والے دن سلمان خان نے نہ صرف اپنی وارڈ روب کے سارے ملبوسات گاڑی میں ڈال لئے بلکہ صبح چھ بجے اپنے ایک قریبی دوست بنٹی والیہ کے گھر جا پہنچے اور اس کی الماری کے سارے کپڑے بھی اپنی گاڑی میں رکھ لئے۔ سورج برجاتیہ کے فلمساز ادارے ”راج شری فلمز“ کا دفتر ورلی کے علاقے میں، ایک بنگلے میں تھا۔ سلمان کا آڈیشن وہیں ہونا تھا۔ آڈیشن کے لئے جاتے وقت وہ فرح خان کو بھی ساتھ لے گئے۔ فرح خان بھی ان دنوں جدوجہد کے دور سے گزر رہی تھیں اور بطور کوریوگرافر اپنا کوئی مقام بنانے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی تھیں، وہ سلمان خان کی قریبی دوست تھیں۔

سلمان خان نے ایک انٹرویو میں خود بتایا ”آڈیشن کے دوران جب مجھ سے ڈانس کرنے کے لئے کہا گیا تو میں نے اتنا خراب ڈانس کیا کہ فرح خان شرم سے دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر بھاگ گئی۔“

اس کے باوجود سلمان کو نہ صرف فلم کے لئے سائن کر لیا گیا بلکہ خلاف روایت ڈائریکٹر اور پروڈیوسر نے ان کی تعریف بھی کی۔ اس زمانے میں بولی وڈ میں دھڑا دھڑ نئے ہیرو متعارف کرائے جا رہے تھے۔ عامر خان کی بطور ہیرو پہلی فلم ”قیامت سے قیامت تک“ 1988ء میں ریلیز ہو چکی تھی اور زبردست کامیابی حاصل کر چکی تھی۔ اجے دیوگن ”پھول اور کانٹے“ اور اکشے کمار ”سوداگر“ کے ذریعے 1992ء میں اپنے کیریئر کا آغاز کر چکے تھے۔ سلمان کے دوست منیش بہل کی پانچ فلمیں فلاپ ہونے کی وجہ سے ان کا کیریئر تقریباً ختم ہو چکا تھا۔ سلمان خان، جن کی دوسروں نے سفارش کی تھی انہوں نے خود منیش بہل کی سفارش کر کے انہیں فلم ”میں نے پیار کیا“ میں ولن کا رول دلوایا اور یوں ان کے کیریئر کو گویا نئی زندگی مل گئی۔

جن دنوں سلمان اس فلم میں کام کر رہے تھے ان کے گھر کے مالی حالات کافی حد تک ٹھیک ٹھاک تھے لیکن سلمان نے کبھی گھر سے مالی یا کسی اور قسم کی مدد نہیں مانگی۔ گھر والوں کو ان کے شوٹنگ کے شیڈول کا بھی پتا نہیں ہوتا تھا۔ انہیں درحقیقت فلم کے ریلیز ہونے کے بعد ہی پتا چلا کہ سلمان اس کے ہیرو ہیں۔ ادھر سلمان اور منیش بہل، دونوں کو یقین تھا کہ فلم فلاپ ہو جائے گی اور دونوں کا مستقبل تاریک ہو جائے گا...... لیکن ہوا اس کے بالکل برعکس......!

سلمان اور منیش بہل نے اپنے آپ کو عام فلم بینوں کی نظر سے محفوظ رکھتے ہوئے فلم دیکھی جب انہوں نے دیکھا کہ فلم کے دوران لوگ مسرت بھرے نعرے لگا رہے ہیں اور گانوں کے دوران اسکرین کی طرف سکے پھینک رہے ہیں تو ان کی جان میں جان آئی۔ یہ اس بات کی نشانیاں تھیں کہ فلم عوام کو بے حد پسند آئی ہے۔ حقیقت یہ تھی کہ سلمان راتوں رات سپر اسٹار بن چکے تھے لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ اس فلم کے بعد آٹھ مہینوں تک سلمان کو کوئی دوسری فلم نہیں ملی۔

(جاری ہے)

ان کی پہلی محبت کا
بہت کم لوگوں کو علم ہے

یمین نعمانہ

وہ سپر اسٹار تو کہلانے لگے تھے لیکن فارغ بیٹھے تھے۔ تاہم یہ فرق ضرور پڑا تھا کہ اب ان کے والدان کی سفارش پر آمادہ دکھائی دینے لگے تھے۔ انہوں نے ڈائریکٹر اور پروڈیوسر جی پی سپی سے کہا کہ وہ اعلان کردیں، انہوں نے اپنی آئندہ فلم کے لئے سلمان کو سائن کرلیا ہے، وہ خواہ سچ مچ سلمان کو سائن نہ کریں، صرف اعلان کردیں تاکہ سلمان کی مارکیٹ ویلیو کو سہارا ملے۔

شاہین جعفری چند سال پہلے

سنگیتا بجلانی کے ساتھ

بہرحال چھ آٹھ مہینے فارغ رہنے کے بعد سلمان کو دوسری فلم ''باغی'' مل ہی گئی جو 1990ء میں ریلیز ہوئی۔ یہ بھی کامیاب فلم تھی لیکن اس سے زیادہ ان کی فلم ''صنم بے وفا'' کامیاب رہی جو 1991ء میں ریلیز ہوئی۔ اس کی زبردست کامیابی کے ساتھ ہی سلمان کے معاوضے میں چھ گنا اضافہ ہوگیا اور انہیں اسی نئے معاوضے پر کاسٹ کیا جانے لگا۔ تھوڑے ہی دنوں میں انہیں امیتابھ بچن کے بعد سب سے زیادہ کامیاب اداکار قرار دے دیا گیا جس کی فلمیں اوپر تلے ہٹ ہورہی تھیں۔ 1990ء کی دہائی میں گو کہ ان کی چند فلمیں ناکام بھی ہوئیں لیکن مجموعی طور پر انہیں اس عرصے میں بڑی بڑی کامیابیاں نصیب ہوئیں۔ ان کی مقبولیت میں ان کی اداکارانہ صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ ان کی مردانہ وجاہت اور ورزشی جسم کا کردار بھی اہم تھا۔

☆......☆......☆

سلمان عام طور پر اپنی نجی زندگی کے بارے میں پوچھے گئے سوالات کا جواب دینے سے گریز کرتے ہیں۔ یہ بات تو سب ہی کو معلوم ہے کہ سنگیتا بجلانی سے لے کر کترینا کیف تک ان کی زندگی میں بہت سی لڑکیاں آئی ہیں لیکن ان کی پہلی محبت کے بارے میں بہت کم لوگ جانتے ہیں۔

ان کی والدہ سلمٰی خان نے 1990ء میں ایک رسالے کو دیے گئے انٹرویو میں کہا ''میرے بچے مجھ سے کوئی بات نہیں چھپاتے۔ میں ان کے لئے ماں سے زیادہ ایک دوست ہوں۔ وہ اپنی راز کی باتیں بھی مجھے بتا دیتے ہیں۔ سلمان 13 سال کی عمر سے لڑکیوں کو دوست بناتا آرہا ہے اور میں نے ہمیشہ اس کی ہمت افزائی کرتے ہوئے کہا ہے کہ اپنی گرل فرینڈز کو مجھ سے ملوانے لایا کرو۔''

بولی وڈ میں سلمان کے جو معاشقے رہے ہیں ان کا تو سب ہی کو پتا ہے لیکن ان کی غیر فلمی اور پہلی محبت کی کہانی ہمیشہ راز رہی ہے۔ صرف وہی ایک محبت تھی جس میں ان کی شادی ہوتے ہوتے رہ گئی ورنہ کسی اور محبت میں ان کی شادی کے آثار پیدا ہونے کی نوبت نہیں آئی۔ صرف اسی ایک محبت کی ناکامی نے ان کی زندگی میں سب سے زیادہ جذباتی ہلچل پیدا کی۔ اپنی زندگی کی باقی محبتوں میں شاید سلمان کبھی شادی کے لئے سنجیدہ نہیں ہوئے۔

شادی کے بارے میں سلمان سے بارہا سوال کیا گیا ہے اور ہمیشہ ان کا جواب یہی ہوتا ہے ''کئی مرتبہ میری شادی ہوتے ہوتے رہ گئی، اور اب جب میں شادی شدہ لوگوں کا حال دیکھتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ شاید یہ بھی مجھ پر خدا کی مہربانی ہی تھی کہ میری شادی نہیں ہوئی۔''

یوں بات مذاق میں ٹل جاتی ہے۔ تاہم وہ اپنے ایک ٹی وی انٹرویو میں یہ اعتراف تو کرچکے ہیں کہ پانچ لڑکیوں سے ان کی گہری دوستی رہی ہے۔ انٹرویو لینے والے نے خاصی ہوشیاری سے انہیں گھیرتے ہوئے پوچھا ''لوگوں کا کہنا ہے کہ پینا پلانا اور لڑکیوں سے تعلقات استوار کرنا آپ کے محبوب مشاغل ہیں ان میں سے کون سی بات درست ہے؟''

''دونوں ہی درست ہیں......'' سلمان نے اطمینان سے جواب دیا ''لیکن لڑکیوں سے تعلقات والی بات بہت ہی بڑھا چڑھا کر بیان کی جاتی ہے میری عمر 48 سال (اس انٹرویو کے وقت) ہے اور اتنی عمر میں میری صرف پانچ گرل فرینڈز رہی ہیں۔ یہ کوئی ایسی قابلِ رشک تعداد تو نہیں ہے۔''

ان پانچ لڑکیوں میں سے چار کا نام تو سب جانتے ہیں لیکن پانچویں کے بارے میں سلمان نے ہمیشہ زبان بند رکھی ہے۔ ان کے اس معاشقے کا تعلق اس زمانے سے ہے جب وہ ممبئی کے سینٹ سیویئرز کالج میں پڑھ رہے تھے۔ اداکار بننے کا بھوت اسی زمانے میں ان کے سر پر سوار ہوچکا تھا۔ اس وقت شاہین جعفری نامی ایک لڑکی ان کی زندگی میں داخل ہوئی تھی۔ شاہین جعفری رشتے کے اعتبار سے مشہور اداکار اشوک کمار کی نواسی تھی۔ اشوک کی بیٹی 'بھارتی' نے اداکار سعید جعفری کے بھائی حمید جعفری سے شادی کی تھی۔ اس جوڑے کے ہاں دو بیٹیاں پیدا ہوئی تھیں جن میں سے ایک جینو ایڈوانی اور دوسری شاہین جعفری کے نام سے جانی گئی۔

شاہین ایک باقاعدہ ماڈل تھی۔ اس نے ماڈلنگ کو بطور کیریئر اختیار کیا تھا اور بولی وڈ میں اس کی بہت سے لوگوں سے اچھی شناسائی تھی۔ اس لڑکی نے صحیح معنوں میں سلمان کا دل چرایا تھا۔ اس کی بھتیجی 'کیارا ایڈوانی' 2014ء میں فلم ''فگلی'' میں آئی ہے۔ کیارا ایڈوانی نے ایک اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے اس پرانے رومانس کا ذکر کیا ہے۔

اس انٹرویو میں اس نے کہا ''یہ بہت پہلے کی بات ہے جب سلمان اور شاہین کے درمیان بہت گہرے مراسم تھے۔ میرا خیال ہے وہی سلمان کی پہلی محبت تھی۔ سلمان ممبئی کے علاقے باندرہ میں پلے بڑھے ہیں۔ میری والدہ انہیں بہت عرصے سے جانتی ہیں۔ سلمان لڑکپن میں ہی میری والدہ سے کہا کرتے تھے کہ وہ ایک روز بہت بڑے فلم اسٹار بنیں گے۔ سلمان اور شاہین اکثر اکٹھے رہتے تھے۔ دونوں اکثر اپنی اپنی سائیکل پر بھی ادھر ادھر گھومتے پھرتے رہتے تھے۔ درحقیقت میری والدہ نے ہی شاہین سے سلمان کا تعارف کرایا تھا۔''

بعض لوگوں کے اندازوں کے مطابق اس وقت سلمان کی عمر 19 سال تھی جب وہ شاہین کے عشق میں گرفتار تھے۔ وہ سینٹ سیویئرز کالج چھوڑ چکے تھے لیکن اس کے بعد بھی ان کی سرخ اسپورٹس کار اکثر اسی کالج کے سامنے کھڑی نظر آتی تھی کیونکہ شاہین ابھی وہیں پڑھ رہی تھی۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دونوں اس وقت شادی کے ارادے باندھ رہے تھے جب ایک تیسرا کردار اس کہانی میں داخل ہوا۔ وہ اداکارہ سنگیتا بجلانی تھیں جو اس وقت ایک مشہور اور کامیاب ماڈل تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ سنگیتا بھی ہوٹل ''سی راک'' کے اس جم یا ہیلتھ کلب میں باقاعدگی سے آتی تھیں جس میں سلمان اور شاہین جاتے تھے۔ سنگیتا بجلانی کا ان دنوں اپنے بوائے فرینڈ بنجو علی سے نیا نیا ترکِ تعلق ہوا تھا اور وہ اس صدمے سے سنبھلنے کی کوشش کررہی تھیں۔ اس معاملے کی تفصیلات واضح نہیں ہیں کہ سلمان اور شاہین کے راستے کس طرح جدا ہوگئے اور شاہین کو چھوڑ کر سلمان کس طرح سنگیتا بجلانی کی زلفوں کے اسیر ہوگئے۔ یہ کہانی شاید ہمیشہ راز ہی رہے۔ بہرحال کچھ لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ شاہین نے سلمان کو الوداع کہنے کے بعد ''کیتھے پیسفک ایئر لائنز'' میں ملازمت اختیار کرلی تھی۔

سنگیتا بجلانی کو سلمان ایک نہایت راست باز، سیدھے، سچے اور صاف گو انسان لگے۔ وہ انہیں پسند کرنے لگیں اور جلد ہی دونوں ایک دوسرے کے بے حد قریب آگئے۔ ایک دوسرے کے لئے ان کے جذبات میں شعلوں کی سی تپش تھی۔ سنگیتا بجلانی عمر میں سلمان سے بڑی تھیں۔ سلمان ان کے سامنے گویا سحر زدہ ہوگئے اور پوری طرح ان کے اثر میں آگئے۔ وہ صرف سنگیتا کے دیوانے ہوکر رہ گئے۔ باقی ساری دنیا سے گویا وہ بے نیاز ہوکر رہ گئے۔

باخبر حلقوں کے مطابق سلمان اور سنگیتا کا یہ پُرجوش معاشقہ چھ سال تک جاری رہا اور 1994ء میں اختتام کو پہنچا۔ اس سال کے دوران سنگیتا نے اعتراف کرلیا کہ اس کا راستہ سلمان سے الگ ہوچکا ہے۔ ظاہر ہے سنگیتا کے تعلقات سلمان کے گھر والوں سے بھی ختم ہوگئے جس کا انہیں خاصا دکھ تھا کیونکہ وہ اس دوران سلمان کے گھر والوں کے بے حد قریب آگئی تھیں۔ یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ وہ تقریباً گھر کی ایک فرد ہی بن چکی تھیں۔

سلمان سے ترکِ تعلق کے وقت ان کا کہنا تھا ''سلمان سے تعلقات ختم ہونے سے زیادہ مجھے ان کے گھر والوں کے ساتھ تعلقات ختم ہونے کا افسوس ہے۔ انہوں نے مجھے بہت محبت دی اور اپنے گھر کا ایک فرد بنالیا۔ ان کے ساتھ ان کے فلیٹ کی بالکونی میں گزرا ہوا وقت اور ان کی اپنائیت بھری باتیں مجھے ہمیشہ یاد رہیں گی۔''

جس وقت سنگیتا اور سلمان کے درمیان ترکِ تعلق کی خبر سامنے آئی، ان دنوں میڈیا ان کی شادی کے امکانات ظاہر کررہا تھا۔ ''اسٹار ڈسٹ'' جیسے معتبر رسالے نے تو شادی کی تاریخ بھی مقرر کردی تھی۔ اس نے خبر چھاپی تھی کہ 27 مئی 1994ء کو سلمان اور سنگیتا کی شادی ہورہی ہے۔ سنگیتا نے فوراً ہی اس خبر کی تردید کردی تھی اور اپنے مداحوں سے کہا تھا ''آپ تصدیق کرلیجئے گا، میں اس تاریخ کے بعد بھی غیر شادی شدہ ہی پائی جاؤں گی۔''

تاہم ایک صاحب جن سے سنگیتا نجی باتیں بھی کرلیتی تھیں، انہیں سنگیتا نے بتایا کہ شادی کی تاریخ تو واقعی 27 مئی طے ہوچکی تھی لیکن اس سے پہلے تعلق ٹوٹنے کی نوبت آگئی۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ سلمان کے گھر والے تو شادی کے لئے رضامند ہی تھے البتہ سنگیتا کے گھر والے ہچکچاہٹ کا شکار تھے لیکن پھر سنگیتا کی خوشی کی خاطر وہ بھی مان گئے تھے۔ تو پھر آخر ایسا کیا ہوا کہ تاریخ مقرر ہونے کے بعد شادی ملتوی ہوگئی؟

اپنے رازدار کو اس کی وجہ بتانے سے بھی سنگیتا نے گریز نہیں کیا۔ انہوں نے صاف الفاظ میں کہا ''شادی کی تاریخ سے ایک ماہ پہلے مجھے احساس ہوا کہ کہیں کوئی گڑبڑ ہے، شاید سلمان میرے ساتھ اتنے وفادار نہیں ہیں جتنا میں سمجھ رہی ہوں۔ میں نے ان کا پیچھا کرنا اور نگرانی شروع کی تو جلد ہی پتا چل گیا کہ ان کا تو کسی اور کے ساتھ زوردار معاشقہ چل رہا ہے۔ میں اس نتیجے پر پہنچی کہ سلمان کے ساتھ شادی تو دور کی بات، وہ اس قابل بھی نہیں کہ ایک بوائے فرینڈ کے طور پر اس سے تعلق رکھا جائے۔ اس لئے میں اس سے مکمل قطع تعلق کررہی ہوں۔''

سنگیتا نے اس شخصیت کا نام بھی نہیں چھپایا جو اس ترکِ تعلق کی وجہ بنی، جس سے ان دنوں سلمان کا معاشقہ چل رہا تھا جسے سلمان نے سنگیتا سے چھپایا ہوا تھا۔ وہ شخصیت تھی ثومی علی۔ یہ راز زیادہ عرصے راز نہیں رہا۔ رفتہ رفتہ سب ہی کو پتا چل گیا کہ سلمان کا تازہ عشق ثومی علی سے چل رہا تھا اور سنگیتا بجلانی سے ان کا معاشقہ ختم ہونے کا سبب ثومی علی ہی بنی تھی۔ مختلف انداز میں یہ باتیں میڈیا میں بھی آتی رہیں۔

1992ء میں ثومی علی جب پاکستان سے بولی وڈ پہنچی تو وہ صرف سولہ سال کی تھی۔ وہ ہیروئن بننے کا عزم لے کر بولی وڈ آئی تھی۔ دھرمیندر نے اسے بوبی دیول کے مقابل فلم ''جان'' کے لئے سائن کرلیا لیکن اس دوران وہ سلمان کی محبت کی اسیر ہوگئی۔ سلمان کی شخصیت کا جادو اس پر ایسا چلا کہ اس نے دھرمیندر کی فلم چھوڑ دی اور سلمان کی فلم ''بلند'' بطور ہیروئن سائن کرلی۔ دونوں نہایت سنجیدگی سے ایک دوسرے سے محبت کرنے لگے تھے۔ کم از کم بظاہر تو ایسا ہی محسوس ہورہا تھا۔

بہت بعد میں، 2012ء میں ثومی علی نے ''نیویارک ٹائمز'' کو انٹرویو کے دوران اپنے معاشقے کو دوستی کا نام دیتے ہوئے، ماضی کی یادیں تازہ کیں ''ان دنوں میں بولی وڈ میں آگے بڑھنے کے لئے اتنی پُرجوش تھی کہ مجھے ادھر ادھر کچھ نظر ہی نہیں آتا تھا۔ سلمان کی دوستی میں بھی میں اردگرد سے بالکل بے خبر ہوکر آگے بڑھتی رہی۔ مجھے دو تین لوگوں نے بتایا کہ سلمان کے سنگیتا سے تعلقات ہیں اور ان کی شادی کی تاریخ بھی طے ہوچکی ہے، لیکن میں نے اس بات کو بھی اہمیت نہیں دی۔ یہ میری بہت بڑی غلطی تھی لیکن مجھے تاخیر سے اس کا احساس ہوا۔ آج مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ سے ان کا تعلق ٹوٹا۔ مجھے جب معلوم ہوگیا تھا کہ سلمان کی، مجھ سے پہلے کسی کے ساتھ وابستگی چلی آرہی ہے تو مجھے چاہئے تھا کہ میں اسے اپنی طرف مزید بڑھنے کا موقع نہ دیتی۔ اخلاقیات کے اعتبار سے میرا یہ طرزِ عمل ٹھیک نہیں تھا...... لیکن بس...... کم عمری اور نوجوانی میں انسان سے ایسی غلطیاں ہوجاتی ہیں۔''

(جاری ہے)

قسط : 11

لڑکیوں نے آگے بڑھنے کے لئے انہیں سہارا بنایا؟

سنگیتا بجلانی اور ثومی علی، دونوں سلمان کی زندگی میں، باقی لڑکیوں کی نسبت زیادہ عرصے کے لئے رہیں۔ دونوں ہی لڑکیوں کے سلمان کے گھر والوں سے گہرے تعلقات رہے۔ سلمان کے والد سلیم خان سے جب پوچھا جاتا ہے کہ اب تک سلمان کی شادی کیوں نہیں ہو سکی، تو وہ جواب دیتے ہیں "ہر محبت کا آغاز شادی کے وعدے یا شادی کے ارادے سے ہوتا ہے لیکن رفتہ رفتہ لڑکے کو احساس ہوتا ہے کہ وہ کچھ اور چاہتا ہے۔ لڑکی کو احساس ہوتا ہے کہ اس کی منزل کوئی اور ہے۔ چنانچہ دونوں کی راہیں جدا ہو جاتی ہیں۔ یہ ایک لحاظ سے اچھا بھی ہے کہ فیصلہ شادی سے پہلے ہی ہو جائے۔ شادی کچھ عرصہ برقرار رہنے کے بعد جب اختلافات سر اٹھاتے ہیں اور علیحدگی کی نوبت آتی ہے تو زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ سلمان کی زندگی میں جو لڑکیاں آئیں ان کی اصل دلچسپی گھر بسانے میں نہیں، کیریئر بنانے میں تھی۔ وہ زیادہ آگے بڑھنے اور زندگی میں رنگینی لانے کے لئے سلمان کا سہارا لے رہی تھیں۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئیں یا نہیں، یہ ایک الگ موضوع ہے، ان کی منزل شادی بہرحال نہیں تھی۔"

ثومی علی کے ساتھ "بلند" میں

ایشوریا کے ساتھ "ہم دل دے چکے صنم" میں

اس میں تو شک نہیں کہ سلمان کی دوست بننے والی لڑکیاں سنگیتا بجلانی، ثومی علی، ایشوریا رائے اور کترینا کیف اسٹار بننے کا خواب آنکھوں میں لے کر فلم انڈسٹری میں آئی تھیں لیکن یہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ انہوں نے سلمان کو سیڑھی بنایا یا سلمان نے ان سے فائدہ اٹھایا۔ ایک ایک کر کے ان سب نے سلمان کو کیوں چھوڑ دیا؟ اس کی وجہ سلمان کی تند مزاجی اور غصہ بھی ہو سکتا ہے۔ بہرحال اس کی اصل اور یقینی وجہ کسی کو بھی معلوم نہیں، اس سلسلے میں صرف اندازے لگائے جا سکتے ہیں کیونکہ ان تمام لڑکیوں اور خود سلمان نے اپنے نجی معاملات کے بارے میں اب تک سختی سے زبان بند رکھی ہے۔ ان سے قریبی تعلق رکھنے والے افراد اور دیگر ذرائع بھی اس معاملے میں ہمیشہ خاموش رہے ہیں چنانچہ ان لڑکیوں کا سلمان کے انتہائی قریب آنا اور پھر بہت دور چلے جانا شاید ہمیشہ ایک راز، ایک معمہ رہے گا۔

سلیم خان کا کہنا ہے کہ جو لڑکیاں سلمان کی زندگی میں آئیں اور چلی گئیں، ان کے بارے میں سلمان نے کبھی کوئی سخت یا ناخوشگوار بات نہیں کی۔ سلیم خان کے اپنے الفاظ یہ ہیں "بہت سے لوگ اپنی ناکام محبتوں کے بارے میں اپنے دوستوں سے باتیں کرتے ہیں۔ زیادہ تر لوگ اپنی محبت کی ناکامی کی وجہ لڑکی کو قرار دیتے ہیں۔ اس کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں لیکن مجھے معلوم ہے، جن لڑکیوں سے بھی سلمان کا تعلق استوار ہوا اور پھر ٹوٹ گیا، ان کے بارے میں اس نے اپنے دوستوں سے بھی کبھی کوئی بُری بات نہیں کی۔ اس نے جدائی کی وجہ بھی نہیں بتائی لیکن بُرائی بھی نہیں کی۔ مجھے بھی صحیح وجہ نہیں معلوم لیکن میں نے اپنے اندازے بیان کر دیئے ہیں جو درست بھی ہو سکتے ہیں۔ میں نے اپنے بیٹوں کی نجی زندگی میں کبھی مداخلت نہیں کی۔ سہیل خان کے بہت سے افیئر رہے ہیں۔ سیما اس کے دل کے دروازے پر دستک دینے والی پہلی لڑکی نہیں تھی۔ ارباز کو لڑکیوں کے معاملے میں جو تلخ تجربات ہوئے، ان کے اثرات اس کے ذہن سے کبھی دور نہیں ہو سکے۔ سلمان کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ اب وہ لڑکیاں دوسروں کی بیویاں ہیں، بچوں کی مائیں ہیں، حالات نہ جانے کیا سے کیا ہو چکے ہیں، اس لئے ان کے بارے میں باتیں کرنا اب اچھا نہیں لگتا۔ جو ہو چکا، سو ہو چکا۔ کسی کے بھی ماضی کی نجی باتوں کو محض چٹخارے لینے کے لئے کریدنا میری نظر میں کوئی اچھی بات نہیں"

ایشوریا رائے سے سلمان خان کا عشق سب سے زیادہ متنازعہ اور نشیب و فراز سے پر رہا۔ میڈیا میں اس کے سب سے زیادہ چرچے رہے اور اس کے بارے میں بہت زیادہ خبریں بنیں۔ اس عشق کی کہانی میں سلمان بیک وقت ہیرو بھی نظر آتے تھے اور ولن بھی۔ عوام کی نظروں میں ان کے دو طرح کے امیج بنے۔ ایک امیج ایسے شخص کا تھا جو بہت نرم دل تھا، محبت کرنا جانتا تھا۔ دوسرا امیج ایک بدمزاج، جھگڑالو، سخت دل اور مختلف مزاج انسان کا تھا۔

ایشوریا سے سلمان کا معاشقہ 1997ء میں شروع ہوا۔ سلمان اس وقت تک اسٹار بن چکے تھے اور سنگیتا بجلانی سے ترکِ تعلق کے بعد ثومی علی سے ان کی میل ملاقات جاری تھی اور اسی سے ان کی شادی کے قوی امکانات ظاہر کئے جا رہے تھے لیکن اس شادی کی نوبت نہیں آ سکی اور ایک بار پھر وہ اپنی حالیہ محبوبہ کو چھوڑ کر کسی اور کے سامنے دل ہار بیٹھے۔ اس بار وہ جس کی زلفوں کے اسیر ہوئے وہ ایشوریا رائے تھی۔

ان کے درمیان عشق کی پینگیں تو 1997ء سے ہی بڑھنے لگی تھیں لیکن عام آدمی تک اس عشق کی خبریں 1999ء میں پہنچنا شروع ہوئیں جب وہ دونوں "ہم دل دے چکے صنم" کی شوٹنگ کر رہے تھے۔ سلمان نے اس دوران پروڈیوسرز سے سفارشیں شروع کر دی تھیں کہ ان کے ساتھ ایشوریا کو کاسٹ کیا جائے۔ کہا جاتا ہے کہ سنجے لیلا بھنسالی نے "ہم دل دے چکے صنم" میں بھی ایشوریا کو سلمان کے اصرار پر ہی کاسٹ کیا تھا۔ بھنسالی، سلمان کو پسند کرتے تھے۔ سلمان اس سے پہلے 1996ء میں بھنسالی کی فلم "خاموشی" میں کام کر چکے تھے۔

ایشوریا رائے 1994ء میں مس ورلڈ کا ٹائٹل حاصل کر چکی تھیں۔ انہوں نے مانی رتنام کی فلم "اروور" سے 1997ء میں اپنے فلمی کیریئر کا آغاز تو کر دیا تھا لیکن ان کے ریکارڈ پر کوئی ہٹ فلم نہیں تھی۔ ایک طرف تو "ہم دل دے چکے صنم" نے ایشوریا کو بولی وڈ میں اہم مقام دلایا۔ دوسری طرف یہ فلم مکمل ہونے تک ثومی علی سلمان کی زندگی سے نکل چکی تھی اور ایشوریا اس کی جگہ لے چکی تھیں۔

انہی دنوں ایک مقبول فلمی ماہنامے میں شائع ہونے والے مضمون میں بتایا گیا کہ بے چاری ثومی علی کو کافی عرصے تک پتا ہی نہیں چلا کہ وہ دھیرے دھیرے سلمان کی زندگی سے نکل رہی ہے اور ایشوریا اس کی جگہ [illegible] بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ ایشوریا سلمان سے ملنے کے لئے اس کے گھر پہنچتیں تو ان کا سامنا ثومی سے ہی ہوتا جو وہاں پہلے سے موجود ہوتی۔ ثومی خاصی سادگی اور معصومیت سے ایشوریا کو بتلا دیتی کہ سلمان اس وقت کہاں گئے ہیں اور کب تک آئیں گے۔ بہرحال جب ثومی کو یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ سلمان اب اس سے بے وفائی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور ایشوریا کے ساتھ عشق کی پینگیں بڑھا رہے ہیں تو اس نے فوراً ہی نہ صرف سلمان سے قطع تعلق کر لیا بلکہ انڈیا ہی چھوڑ دیا۔ وہ امریکا چلی گئی اور وہیں رہائش پذیر ہو گئی۔
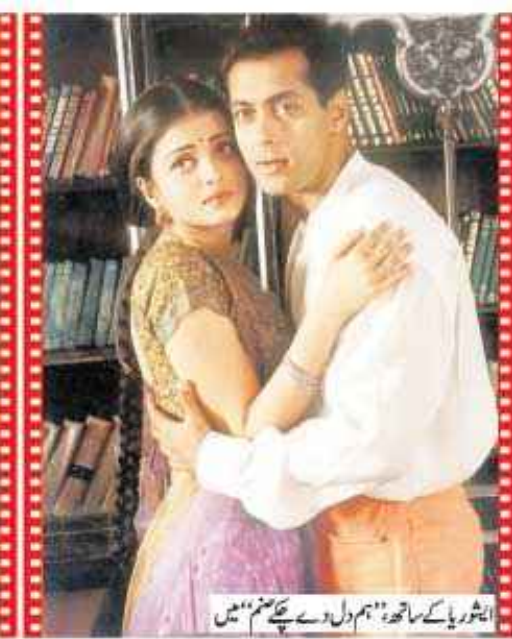
ثومی کے جانے کے بعد ایشوریا کے لئے سلمان کے مزید قریب آنا آسان ہو گیا۔ سلمان کی دیگر گرل فرینڈز کی طرح ایشوریا کی بھی سلمان کے گھر والوں سے دوستی ہو گئی۔ خاص طور پر سلمان کی بہنوں الویرا اور ارپیتا سے ان کی گاڑھی چھننے لگی۔ سلمان کے گھر میں ہونے والی ہر تقریب میں ایشوریا کی موجودگی گویا ضروری ہو گئی۔ سلمان اور ایشوریا کا تعلق ہر گزرتے ہوئے دن کے ساتھ گہرا ہو رہا تھا، تاہم ابھی تک ایک دوسرے سے ان کی شادی کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے تھے، اس دوران خبر آئی کہ ایشوریا کے گھر والے سلمان سے اس کے تعلقات پر سخت ناخوش ہیں اور ایشوریا پر زور دیتے ہیں کہ وہ سلمان سے دور رہا کریں۔ شاید یہی وجہ تھی کہ ایشوریا نے گھر چھوڑ کر لوکھنڈ والا کے علاقے "گورکھ ہل ٹاور" نامی عمارت میں اپارٹمنٹ لے کر الگ رہنا شروع کر دیا تھا۔

نومبر 2001ء میں ایک رات سلمان شدید غصے کے عالم میں اس اپارٹمنٹ پر پہنچے اور دروازہ پیٹنے لگے۔ چشم دید گواہوں نے بتایا کہ وہ 17ویں منزل پر واقع اس اپارٹمنٹ کا دروازہ کئی گھنٹے تک پیٹتے رہے اور اس پر گھونسے برساتے رہے حتیٰ کہ ان کے ہاتھوں سے خون نکلنے لگا لیکن ایشوریا نے دروازہ نہیں کھولا۔ سلمان اتنے غصے میں تھے کہ کسی پڑوسی کو اس معاملے میں دخل دینے یا پولیس کو اطلاع دینے کی بھی جرأت نہیں ہوئی۔ یہ ہنگامہ صبح تین بجے تک جاری رہا۔ آخر کار ایشوریا رائے نے دروازہ کھول دیا اور سلمان اندر چلے گئے۔ غنیمت رہا کہ اس کے بعد کسی قسم کی ہنگامہ آرائی کی آوازیں، کم از کم اپارٹمنٹ سے باہر سنائی نہیں دیں۔

بعض ذرائع کا کہنا ہے کہ سلمان اس رات شادی کے سلسلے میں ایشوریا سے کوئی حتمی اور یقینی وعدہ لینے کے لئے آئے تھے، جبکہ ایشوریا اس معاملے کو ٹالتی آ رہی تھیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے کیریئر میں بڑی تیزی سے کامیابی کی سیڑھیاں چڑھ رہی تھیں۔ اس دوران وہ شادی کے بندھن میں بندھنا نہیں چاہتی تھیں۔ انہیں اندیشہ تھا کہ شادی کی وجہ سے ان کی مارکیٹ ویلیو ڈاؤن نہ ہو جائے اور ان کی ترقی کا سفر رک نہ جائے۔

"ٹائمز آف انڈیا" کے 12 فروری 2002ء کے شمارے میں سلمان کا ایک انٹرویو چھپا جس میں انہوں نے اعتراف کیا کہ مندرجہ بالا واقعہ رونما تو ضرور ہوا تھا، لیکن میڈیا نے اسے بہت بڑھا چڑھا کر بیان کیا۔ ساتھ ہی انہوں نے کہا "لڑائی بھی محبت کرنے والوں کے درمیان ہی ہوتی ہے۔ آپ نے مجھے کبھی کسی اجنبی کے ساتھ تو لڑتے نہیں دیکھا ہوگا۔"

ایشوریا رائے کے والد کرشنا راج رائے نے اس واقعے کی پولیس میں رپورٹ کرا دی تھی اور پولیس نے اس بلڈنگ میں سلمان کے داخلے پر پابندی لگا دی تھی۔ سلمان نے اپنے متذکرہ بالا انٹرویو میں بتایا کہ وقوعے والے روز وہ صبح سے ایشوریا کو فون کر رہے تھے، انہیں ایشوریا سے کوئی ضروری بات کرنی تھی (عین ممکن ہے سلمان شادی کے سلسلے میں ہی ایشوریا سے کوئی واضح جواب لینا چاہ رہے ہوں) لیکن ایشوریا فون ریسیو نہیں کر رہی تھی، جس کی وجہ سے وہ غصے میں ان کے اپارٹمنٹ پر پہنچے تھے۔

ایشوریا کے والدین کے بارے میں بات کرتے ہوئے سلمان نے اپنے انٹرویو میں کہا "اس کے والدین اچھے لوگ ہیں۔ میرے والدین کی طرح وہ بھی روایت پرست ہیں۔ دراصل وہ ماضی میں مختلف لڑکیوں سے میرے افیئرز کے بارے میں سن چکے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ مجھ جیسا آدمی ان کی بیٹی کا شوہر بنے۔ گویا خرابی مجھ میں ہی ہے، ان میں نہیں۔ انہوں نے مجھے ایشوریا سے ملنے سے کبھی نہیں روکا، حالانکہ میرا رویہ ان کے ساتھ ہمیشہ خراب ہی رہا ہے۔ ایشوریا کو یہ بات بھی پسند نہیں ہے کہ میں اس کے والدین کے ساتھ اس طرح پیش آؤں۔ ظاہر ہے کوئی میرے والدین کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کرے تو مجھے بھی بہت برا لگے گا۔ ایشوریا کے والد نے اگر پولیس میں میری شکایت کی، تو ٹھیک ہی کیا۔ غلطی میری تھی۔ مجھے ان سے کوئی شکایت نہیں ہے۔"

بہرحال اس رات سلمان اور ایشوریا کے درمیان ہونے والا جھگڑا ان کے تعلقات کے خاتمے کا نقطۂ آغاز ثابت ہوا۔ ان کے اختلافات کی خبریں عوام تک بھی پہنچنے لگی تھیں۔ اختلافات کو بڑھانے میں ایک فون کال نے اہم کردار ادا کیا۔ یہ فون کال ثومی علی کی تھی۔ امریکا میں اس کے والد کا آپریشن تھا اور اس نے وہاں سے سلمان کو فون کیا تھا کہ اسے مدد کی ضرورت تھی۔ سلمان اس کی مدد کے لئے، ایشوریا کو بتائے بغیر امریکا چلے گئے۔ ایشوریا کو ان کی واپسی پر پتا چلا کہ وہ کس چکر میں امریکا گئے تھے۔ وہ ایک بار پھر سلمان پر بہت برہم ہوئیں لیکن سلمان نے کسی نہ کسی طرح انہیں منا لیا، تاہم یہ صلح بھی زیادہ پائیدار ثابت نہیں ہوئی۔

(جاری ہے)

قسط : 12

جلد ہی خبر آئی کہ ایشوریا اپنی فلم ''کچھ نہ کہو'' کی شوٹنگ کر رہی تھیں تو سلمان نے سیٹ پر آ کر بہت ہنگامہ کیا۔ ایشوریا اس فلم میں ابھیشک کے مقابل کام کر رہی تھیں۔ شاید کسی شاٹ کے دوران یا شوٹنگ میں وقفے کے دوران سلمان نے ایشوریا اور ابھیشک کے درمیان کچھ ایسا دیکھا جو انہیں ناگوار گزرا اور انہوں نے سیٹ پر ہنگامہ کیا۔ انہوں نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ باہر جا کر ایشوریا کی کار کو بھی نقصان پہنچایا۔ اس کے بعد 2002ء میں فلم فیئر ایوارڈ کی تقریب میں ایشوریا نے اس حالت میں شرکت کی کہ ان کے ایک بازو پر پلستر چڑھا ہوا تھا اور آنکھ پر سیاہ چشمہ لگا ہوا تھا، حالانکہ وہ رات کا وقت تھا۔ افواہیں سننے میں آئیں کہ سلمان نے انہیں زدوکوب کیا ہے۔ اس کے دو ماہ بعد وہ ''فلم فیئر'' کو انٹرویو دے رہی تھیں تو ایک بار پھر یہ قصہ چھڑ گیا۔

اس موقع پر ایشوریا نے یوں اپنی صفائی پیش کی ''آخر لوگ میری اس بات پر یقین کیوں نہیں کرتے کہ میں سیڑھیوں سے گر گئی تھی؟ حادثہ تو آرنلڈ شوارزنیگر کے ساتھ بھی پیش آ سکتا ہے اور اسے بھی چوٹیں لگ سکتی ہیں۔ میں اتنی کمزور نہیں ہوں کہ سلمان آسانی سے مجھے زدوکوب کر کے چلا جائے اور میں آرام سے، خاموشی سے مار کھا لوں۔ اگر اس نے مجھے زدوکوب کرنے کی کوشش کی ہوتی تو آپ کو اس کے چہرے اور جسم پر بھی کچھ نہ کچھ نشان نظر آتے۔ میں اس قسم کی چھوٹی موٹی چیزوں کے بارے میں بات کرنا ضروری نہیں سمجھتی، اس لئے خاموش رہی لیکن لوگوں نے میری خاموشی کا غلط مطلب لیا اور طرح طرح کے افسانے گھڑ لئے۔''

انوشکا شرما، سلمان خان

ایک طرف ایشوریا کا یہ بیان تھا، دوسری طرف جب سلمان سے ان کے تعلقات ختم ہو گئے تو ''ٹائمز آف انڈیا'' کے 27 ستمبر 2002ء کے شمارے میں ان کا انٹرویو چھپا، جس میں انہوں نے کہا ''جب سے میں نے سلمان سے قطع تعلق کیا ہے، وہ کئی بار مجھے فون کر چکا ہے۔ ہر بار اس نے بہت فضول باتیں کی ہیں اور مجھ پر الزام لگایا ہے کہ میرے، دوسرے اسٹارز کے ساتھ تعلقات ہیں۔ ابھیشک بچن سے لے کر شاہ رخ خان تک کے ساتھ اس نے مجھے نتھی کر دیا ہے۔ جب اس کے ساتھ میرے تعلقات تھے تو اس دوران اس نے کئی بار میرے ساتھ مار پیٹ بھی کی لیکن خوش قسمتی سے مجھے کوئی ایسی چوٹ نہیں لگی جس کا نشان باقی رہ جاتا۔ اس لئے کسی کو اس بات کا اندازہ نہیں ہوا اور میں اسی طرح شوٹنگ وغیرہ پر جاتی رہی، جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ سلمان نے کئی بار میرا پیچھا کرنے کی بھی کوشش کی اور جب میں نے اس کی فون کالز ریسیو نہیں کیں تو اس نے خود اپنے آپ کو بھی نقصان پہنچا لیا۔''

اس سے تصدیق ہوتی ہے کہ ایشوریا کے ساتھ سلمان کسی نہ کسی حد تک مار پیٹ ضرور کرتے رہے تھے اور شاید اسی وجہ سے ایشوریا کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا۔ ''انڈین ایکسپریس'' کو ایک انٹرویو کے دوران ایشوریا نے اپنے اور سلمان کے تعلقات منقطع ہونے کی تصدیق یوں کی ''وہ نشے میں دھت ہو کر مجھ سے بدکلامی اور مار پیٹ کرتا تھا۔ میں نے وہ بھی برداشت کی۔ میں نے اپنی بے عزتی اور اس کی بے وفائی بھی برداشت کی لیکن پھر مجھے احساس ہوا کہ آخر میری بھی کوئی عزت ہے۔ اس کے بعد میں نے اس سے ترک تعلق کرنے میں ہی بہتری سمجھی۔''

اس کے چند ماہ بعد سلمان نے ایک انٹرویو میں اس طرح اس موضوع پر اظہار خیال کیا۔ ''ظاہر ہے جب کسی کو ہماری ذات سے تکلیف پہنچے گی تو وہ ہماری شان میں قصیدے تو نہیں پڑھے گا۔ ہر انسان کو اپنے مزاج کے مطابق ردعمل ظاہر کرنے کا حق حاصل ہے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ تاہم میں یہ ضرور کہوں گا کہ میں نے کبھی ایشوریا پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ یہ ٹھیک ہے کہ بعض اوقات مجھے زیادہ غصہ آ جاتا ہے لیکن میں غصے میں زیادہ تر اپنے آپ کو ہی نقصان پہنچا لیتا ہوں۔ میں نے غصے میں دو تین بار اپنا سر دیوار سے ٹکرایا ہے۔ کئی بار اپنے آپ کو زخمی کیا ہے۔ مجھ سے تو کوئی بھی نہیں ڈرتا کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ میں کسی کو مار نہیں سکتا۔ ایک بار میں نے صرف سجاش گھئی کو مارا تھا۔ دوسرے دن میں نے اس سے معذرت کر لی تھی، حالانکہ اس میں بھی قصور اسی کا تھا۔ پہلے اس نے مجھے چمچ سے مارا تھا۔ پھر اس نے پلیٹ میرے منہ پر مارنے کی کوشش کی۔ میں بال بال بچا، ورنہ میری شکل بگڑ گئی ہوتی۔ اس نے میرا جوتا گندا کر دیا۔ حد تو یہ ہے کہ اس نے میری گردن پکڑ لی۔ تب مجھے غصہ آ گیا اور اپنے آپ پر قابو نہیں رہا۔ میں نے اسے صرف ایک گھونسا رسید کیا۔ اس کے لئے وہی کافی تھا۔ گو کہ غلطی اور زیادتی اسی کی تھی۔ اس کے باوجود میں نے دوسرے دن جا کر اس سے معذرت کی۔''

ان انٹرویوز میں لگائے گئے الزامات اور جوابی الزامات یا پھر الزامات کے جواب میں پیش کی گئی صفائی سے ایک بات تو واضح ہوتی ہے کہ سلمان اور ایشوریا کے درمیان شدید جذباتی تعلق مہینوں نہیں بلکہ کئی سال جاری رہا۔ یہ تاثر بھی عام ہے کہ اس تعلق کو ختم کرنے میں سلمان کے غصے اور تندمزاجی نے اہم کردار ادا کیا۔ تاہم ایک کہاوت یہ بھی ہے کہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے لیکن سلمان اور ایشوریا کے معاملے میں لوگوں کو تجسس یہی رہا کہ اس معاشقے کے خاتمے میں زیادہ قصور کس کا تھا؟ کون کس کے ساتھ زیادتی کر رہا تھا یا کون درحقیقت کس کو استعمال کر رہا تھا؟

27 ستمبر 2002ء کے ''ٹائمز آف انڈیا'' کے شمارے میں ایشوریا رائے نے ایک انٹرویو میں کہا۔ ''میرے اور سلمان کے درمیان اسی سال مارچ میں قطع تعلق ہو چکا ہے لیکن ایسا لگتا ہے کہ سلمان نے ابھی تک اس حقیقت کو ذہنی طور پر قبول نہیں کیا۔''

شاید ایشوریا کا اشارہ اس واقعے کی طرف تھا جس کی خبریں انہی دنوں اخبارات میں آئی تھیں۔ خبریں یہ تھیں کہ ایشوریا فلم ''چلتے چلتے'' میں کام کر رہی تھیں اور ایک روز سلمان نے اس فلم کے سیٹ پر آ کر اچھا خاصا ہنگامہ کیا تھا۔ وہ ایشوریا کو اپنے ساتھ لے جانے کے لئے بضد تھے، جبکہ ایشوریا شوٹنگ چھوڑ کر ان کے ساتھ جانے کے لئے قطعی تیار نہیں تھی۔ سلمان نہ صرف ایشوریا پر چیخے چلائے بلکہ انہوں نے شاہ رخ خان سے بھی بدتمیزی کی جو اس فلم کے ہیرو بھی تھے اور پروڈیوسر بھی۔ شاہ رخ خان نے سلمان اور ایشوریا کے جھگڑے میں دخل اندازی کر کے اسے رکوانے کی کوشش کی تھی۔ سلمان نے انہیں بھی نہیں بخشا اور ان کے گریبان پر ہاتھ ڈال دیا۔ صرف یہی نہیں، انہوں نے یہ الزام بھی لگایا کہ ایشوریا اور شاہ رخ کے درمیان معاشقہ چل رہا ہے۔

سلمان اس پورے واقعے کی تردید کرتے رہے۔ ان کا کہنا تھا کہ اپنی آنکھوں سے کسی نے بھی یہ واقعہ نہیں دیکھا۔ لوگ محض سنی سنائی باتیں کر رہے ہیں اور افواہیں اڑا رہے ہیں۔ معلوم نہیں، یہ محض اتفاق تھا کہ جس روز ''ٹائمز آف انڈیا'' میں ایشوریا کا یہ بیان چھپا کہ وہ سلمان سے قطع تعلق کر چکی ہے، اس سے اگلے ہی روز سلمان نے اپنی لینڈ کروزر باندرہ کے نواحی علاقے میں ایک فٹ پاتھ پر چڑھا دی۔ اس حادثے میں ایک شخص ہلاک ہو گیا تھا جس کی وجہ سے سلمان کو جیل جانا پڑا تھا۔ سلمان سے یک جہتی کا اظہار کرنے سلمان کے بہت سے دوست اور ساتھی جیل میں اس سے ملنے پہنچے لیکن ایشوریا نہیں گئی۔ اس سے تصدیق ہوتی ہے کہ ان کے درمیان واقعی قطع تعلق ہو چکا تھا۔

سلمان، منیشا کوئرالہ

اس کے بعد میڈیا میں یہ خبریں بھی آئیں کہ ایشوریا نے سنجے لیلا بھنسالی کی فلم ''باجی راؤ مستانی'' میں اس لئے کام کرنے سے انکار کر دیا کہ اس میں ہیرو کے طور پر سلمان کو سائن کیا گیا تھا۔ ایشوریا نے ایک باقاعدہ پریس کانفرنس میں یہ کہا ''میں اپنی اور اپنی فیملی کی عزت اور وقار کے تحفظ کے لئے آئندہ مسٹر سلمان خان کے ساتھ کام نہیں کروں گی۔ سلمان سے دوستی میری زندگی کا ایک ڈراؤنا خواب تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ خواب ختم ہو چکا ہے۔''

شاید یہ سلمان کی زندگی کا سب سے شدید معاشقہ تھا جس کا انجام نہایت ناخوشگوار ہوا۔

سلمان شاید محبت کے اس دل شکن انجام سے اس وقت تک صحیح طرح سنبھل نہیں پائے تھے جب کترینا کیف ان کی زندگی میں داخل ہوئی۔ کترینا کیف نے 2003ء میں جب بولی وڈ میں قدم رکھا تو وہ صرف 19 سال کی تھی۔ اس نے اپنا کیریئر ماڈلنگ سے شروع کیا تھا اور چند کمرشلز میں نظر آئی تھی۔ اس کی پہلی فلم کیزاد گستاد کی ''بوم'' تھی جو ستمبر 2003ء میں ریلیز ہوئی۔ گو کہ اس میں کترینا نے اپنے جسم کی ٹھیک ٹھاک نمائش کی لیکن اس کی یہ کوششیں فلم کو ناکامی سے نہیں بچا سکیں، تاہم اس سے اگلے سال جب سلمان اس کی زندگی میں داخل ہوئے ...... یا پھر شاید یہ کہنا مناسب ہوگا کہ وہ سلمان کی زندگی میں داخل ہوئی تو اس کی قسمت نے یوٹرن لے لیا۔

(جاری ہے)

وہ جیل گئے تو کترینا سب سے زیادہ پریشان تھیں

قسط : 13

کترینا نے 2012ء میں ایک ٹی وی انٹرویو میں بتایا کہ وہ کس طرح سلمان سے پہلے، ان کی فیملی سے متعارف ہوئی تھی۔ اس نے بتایا "سلمان کی بہن الویرا سے میری ملاقات ایک جم میں ورزش کی کلاس میں ہوئی تھی اور جلد ہی ہم دونوں دوست بن گئیں۔ الویرا یہ دیکھ کر حیران ہوتی تھی اور ہنستی تھی کہ میں ورزش کے دوران بھی کچھ نہ کچھ کھاتی رہتی تھی۔ ظاہر ہے، لوگ جم میں، وزن کم کرنے کی غرض سے ورزش کرنے آتے تھے اور کھانے سے پرہیز کرتے تھے، جبکہ میں کیلا، مکھن لگا ٹوسٹ یا پسے ہوئے اخروٹ وغیرہ کھاتی رہتی تھی۔ الویرا سے دوستی کے بعد میرا اس کے گھر بھی آنا جانا شروع ہو گیا۔ پھر جلد ہی ہمارے مراسم اتنے گہرے ہو گئے کہ ان کی فیملی اپنی ہر تقریب اور ہر پارٹی میں مجھے بلانے لگی۔"

سلمان اور کترینا نے ایک ساتھ پہلی بار فلم "میں نے پیار کیا" میں کام کیا جو 2005ء میں ریلیز ہوئی۔ 2007ء میں وہ ایک بار پھر فلم "پارٹنر" میں اکٹھے آئے۔ ایک ٹی وی انٹرویو میں کترینا سے پوچھا گیا کہ وہ جب پہلی بار سلمان کے ساتھ کام کر رہی تھی تو اس کے تاثرات کیا تھے؟ اس نے جواب دیا "میں اس وقت فلم انڈسٹری میں بالکل نو وارد تھی۔ میں سیٹ پر، شوٹنگ کے دوران اکثر نروس ہو جاتی تھی اور کوئی بھی شاٹ درست طریقے سے نہیں دے پاتی تھی، جس پر ہدایتکار ڈیوڈ دھون کافی پریشان ہوتے تھے۔ اس دوران صرف سلمان خان نے مجھے حوصلہ دیا، میری رہنمائی کی۔ ان کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی کی وجہ سے ہی شروع شروع میں میرے لئے کام کرنا ممکن ہو سکا، ورنہ شاید میرا پہلا ڈائریکٹر ہی مجھ سے مایوس ہو کر مجھے فلم سے نکال دیتا اور اس کے بعد کوئی مجھے کاسٹ ہی نہ کرتا۔"

25 اگست 2007ء کو سلمان خان کو ایک بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ انہیں کمیاب نسل کے سیاہ ہرنوں کا، خلاف قانون شکار کرنے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ یہ کیس ان پر 1998ء سے چل رہا تھا۔ انہیں جودھپور کی جیل میں رکھا گیا۔ سلمان کی فیملی کے لوگ ان کی خبر گیری کے لئے جودھپور آئے تو ان میں کترینا کیف بھی شامل تھیں۔ وہ ان کے ساتھ اس وقت تک وہیں رہیں جب تک سلمان کو ضمانت پر رہا نہیں کر دیا گیا۔ ایک ٹی وی رپورٹر جو اس دوران کوریج کے لئے وہیں موجود تھا، اس کا کہنا تھا کہ اس نے کترینا کیف کو اتنا اداس اور پریشان کبھی نہیں دیکھا جتنا ان دنوں کے دوران دیکھا، جب سلمان خان جودھپور کی جیل میں تھے۔ یہ اداسی اور پریشانی یقیناً حقیقی تھی، کیونکہ وہ اپنی کسی فلم میں اداسی اور پریشانی کی ایسی اداکاری نہیں کر سکیں۔

کافی عرصے تک کترینا اور سلمان، دونوں ہی اس بات کی تردید کرتے رہے کہ ان کے درمیان معاشقہ چل رہا ہے۔ تاہم اس دوران دونوں کو اکثر اکٹھے دیکھا جاتا رہا اور سلمان کے گھر کی ہر تقریب میں بھی کترینا ضرور نظر آتی رہیں۔ 2008ء تک یہی لگتا رہا کہ دونوں کے تعلقات خوشگوار ہیں، لیکن پھر ان کے درمیان جھگڑوں کی خبریں آنے لگیں۔ سننے میں آیا کہ سلمان، کترینا کو ان ہیروز کے ساتھ کام کرنے سے منع کرتے تھے جنہیں وہ پسند نہیں کرتے تھے۔ اس وقت معاملہ اس سے بھی آگے بڑھ گیا، جب ان کی محبت کی اس کہانی میں ایک تیسرا کردار داخل ہوا۔

یہ کردار رنبیر کپور تھا۔ کترینا کیف نے 2009ء میں رنبیر کپور کے ساتھ فلم "اجب پریم کی غضب کہانی" سائن کی تھی۔ جلد ہی ان کے درمیان بڑھتی ہوئی قربتوں کی کہانیاں نمایاں سرخیوں کے ساتھ اخباروں کی زینت بننے لگیں۔ اگست 2010ء میں سلمان نے ایک ٹی وی انٹرویو میں اپنے بارے میں اعلان کیا کہ وہ "سنگل" یعنی اکیلے یا تنہا ہیں۔ بولی وڈ میں جب کوئی اپنے آپ کو سنگل کہتا ہے تو عام طور پر اس کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ نہ تو اس کی شادی ہوئی ہے، نہ ہی اس کے کسی سے تعلقات ہیں اور نہ ہی وہ کسی کے ساتھ رہ رہا ہے۔

میڈیا نے جب کترینا کیف کو سلمان کے اس بیان پر تبصرہ کرنے کے لئے کہا تو اس نے تیکھے لہجے میں کہا "اگر سلمان سنگل ہے تو میں بھی سنگل ہوں۔ ہر لڑکی اس وقت تک سنگل ہی ہوتی ہے جب تک اس کی شادی نہیں ہوتی۔ تعلقات اور دوستیاں الگ چیز ہیں لیکن شادی سے پہلے ہر لڑکی بہرحال سنگل ہی کہلائے گی۔ میں اس موضوع پر مزید بات کرنا پسند نہیں کروں گی۔"

سلمان اور کترینا، دونوں کے بیانات اور انداز سے ظاہر تھا کہ اب ان کے درمیان مراسم اور معاملات خوشگوار نہیں رہے تھے۔ اندر کی بات جاننے والوں کا کہنا تھا کہ رنبیر کپور سے کترینا کے تعلقات استوار ہونے کی خبریں عام ہو جانے کے باوجود سلمان کی یہ خواہش برقرار تھی کہ ان کی شادی کترینا سے ہو جائے۔ اس دوران بولی وڈ میں یہ خبر بھی پھیل چکی تھی کہ رنبیر کے والدین کو کترینا سے اس کے تعلقات پر کوئی اعتراض نہیں ہے، جس کا دوسرا مطلب یہ تھا کہ رنبیر اگر کترینا سے شادی کرنا چاہے گا تو اس کے والدین اس کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنیں گے۔

ان سب باتوں کی وجہ سے، عام خیال تو یہی تھا کہ سلمان کی زندگی سے کترینا ہمیشہ کے لئے رخصت ہو چکی ہے لیکن اس دوران بھی ایک نیوز ایجنسی کو دیئے گئے ایک انٹرویو میں سلمان نے اعتراف کیا کہ وہ کترینا سے شادی کے خواہش مند ہیں لیکن کترینا کا غالباً ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ کترینا اور سلمان کے درمیان میل ملاقات اب بھی جاری تھی لیکن دلوں کے درمیان یقیناً خلیج آ چکی تھی۔

مئی 2010ء میں میڈیا نے ایک بار پھر کترینا کو اس موضوع پر کریدنے کی کوشش کی کہ آج کل ان کے مراسم کس سطح پر تھے؟ اس نے جواب دیا "جب میرے اور سلمان کے درمیان شناسائی ہوئی تو اس نے شروع میں ہی مجھ سے کہہ دیا تھا کہ مجھے میڈیا اور دیگر لوگوں کے سامنے کبھی اس بات کا اعتراف نہیں کرنا ہو گا کہ ہمارے درمیان تعلقات ہیں۔ وہ چونکہ فلمی دنیا کے معاملات میں زیادہ تجربہ کار ہیں، اس لئے میں نے ان کی بات کو نصیحت سمجھ کر پلے سے باندھ لیا۔ میرا خیال تھا کہ اسی میں ہم دونوں کی بھلائی ہو گی۔ میں آج تک ان کی اس ہدایت پر عمل کر رہی ہوں اور آئندہ بھی کرتی رہوں گی۔"

بہرحال اگست 2010ء کے دوران اخبارات اور فلمی رسائل ان دونوں کے ترک تعلق کی خبروں سے بھرے دکھائی دینے لگے۔ ٹی وی چینلز پر بھی یہی قصہ سنایا جانے لگا۔ اس دوران وہ ایک دوسرے کے ساتھ نظر بھی نہیں آ رہے تھے۔ تاہم کہانی میں اس وقت ایک نیا موڑ آیا جب کترینا اور رنبیر میں علیحدگی کی خبریں آنے لگیں۔ اس کے بعد قسمت نے سلمان اور کترینا کو ایک بار پھر اس طرح اکٹھے ہونے کا موقع دیا کہ فلمساز ادارے "یش راج فلمز" نے "ایک تھا ٹائیگر" کے لئے انہیں ایک دوسرے کے مقابل کاسٹ کر لیا۔

دسمبر 2011ء میں پہلی بار کترینا نے صاف الفاظ میں سلمان سے تعلق کا اعتراف کیا۔ ایک غیر ملکی، فرنچائزڈ میگزین کو انٹرویو دیتے ہوئے اس نے کہا "میں آج کل سنگل ہوں۔ سلمان وہ پہلے آدمی تھے جن سے نہایت سنجیدگی سے میرا تعلق استوار ہوا۔ جہاں تک رنبیر سے میرے مراسم کا تعلق ہے، بات صرف اتنی ہے کہ ہم نے دو فلموں میں اکٹھے کام کیا اور وہ دونوں فلمیں ہمارے لئے بہت اچھی رہیں۔ تعلقات کے سلسلے میں مجھے تجربہ یہ ہوا ہے کہ ان کے بارے میں کوئی پیشگوئی نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی ان پر انسان کا اپنا کوئی اختیار ہوتا ہے۔ ویسے بھی میں عشق، محبت کے معاملے میں بالکل کچی ہوں۔ میرا خیال ہے کہ محبت ایک دوسرے کو کچھ دینے اور ایک دوسرے پر مکمل اعتماد کرنے کا نام ہے لیکن سچی بات یہ ہے کہ مجھے صحیح طور پر معلوم نہیں ہے کہ محبت کیسے کی جاتی ہے۔"

سلمان اور کترینا کی جوڑی نے کافی طویل وقفے کے بعد "ایک تھا ٹائیگر" میں سینما اسکرین پر اپنا رنگ جمایا۔ اسکرین پر تو وہ ایک دوسرے سے محبت کرتے دکھائی دیئے لیکن پس پردہ اور حقیقی زندگی میں ان کے درمیان اختلافات اور خلیج برقرار رہی۔ اس فلم کی شوٹنگ کے دوران بھی ان دونوں میں جھگڑا ہوا۔ کترینا کو ایک سین میں جو لباس پہننا تھا، وہ سلمان کو پسند نہیں آیا۔ انہوں نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر دیا، جس پر بات خاصی بڑھ گئی۔

ایک میگزین نے تو یہ بھی لکھا کہ سلمان نے لوکیشن پر کترینا کو غصے میں جھنجھوڑ ڈالا جب کہ وہ وضاحت کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ لباس اپنی مرضی سے نہیں پہن رہی بلکہ فلم کے ڈائریکٹر کبیر خان نے اس کے لئے بنوایا ہے۔ یہ سن کر سلمان کو مزید غصہ آ گیا لیکن یہ غصہ بھی انہوں نے ڈائریکٹر پر نکالنے کے بجائے ایک چھتری لے کر کترینا کو مارنا شروع کر دیا۔ کترینا روتی ہوئی اپنی وینٹی وین کی طرف بھاگ گئی۔ سلمان نے وینٹی وین تک بھی کترینا کا پیچھا کیا۔ کترینا نے اندر سے وین کا تالا لگا کر اپنی جان بچائی۔ پھر اس نے کرینہ کپور کو فون کیا جو ایک قریبی لوکیشن پر فلم "ہیروئن" کی شوٹنگ کر رہی تھی۔ کرینہ جلدی سے وہاں آئی اور اس نے سلمان کو سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کیا۔

تاہم ایک ٹی وی انٹرویو کے دوران سلمان نے ان باتوں کی تردید کی۔ انہوں نے کہا "یہ سب بے سروپا باتیں ہیں۔ ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔ بات صرف اتنی تھی کہ کترینا کا بلاؤز اس کے جسم پر فٹ نہیں تھا۔ اسکرین پر اس قسم کے نقائص زیادہ نمایاں نظر آتے ہیں۔ میں نے بلاؤز کے نقص کی نشاندہی کر دی تھی اور کترینا نے میرا مشورہ مانتے ہوئے بلاؤز تبدیل کر لیا تھا۔ اگر کوئی مجھ سے کہے کہ فلاں لباس مجھ پر اچھا نہیں لگ رہا، تو میں اسے فوراً بدل لوں گا۔ اس سلسلے میں ایک کہاوت بھی مشہور ہے کہ "کھاؤ من بھاتا لیکن پہنو جگ بھاتا" یعنی وہ کھاؤ جو آپ کو اچھا لگے لیکن پہنو وہ جو دنیا کو اچھا لگے۔"

سلمان کے بارے میں ایک آدھ مرتبہ نہیں کئی بار خبریں آئی ہیں کہ وہ اپنی گرل فرینڈز کے ساتھ مار پیٹ کرتے ہیں لیکن سوی علی اور ایشوریا رائے کے برعکس کترینا کیف نے کبھی عوامی سطح پر اس بات کا اعتراف نہیں کیا۔ اس نے مندرجہ بالا واقعے کی بھی تردید کی تھی۔

اس موضوع پر سلمان کے والد سلیم خان نے ایک انٹرویو میں اس طرح اظہار خیال کیا "سلمان خواتین کا احترام کرتا ہے۔ اس کی زندگی میں جو بھی لڑکیاں آئی ہیں، وہ ان کے ساتھ ہمیشہ ہمدردی سے پیش آیا ہے، تاہم کبھی کبھار کوئی مسئلہ ہو جاتا ہے۔ وہ ایک ایسی انڈسٹری میں کام کرتا ہے جہاں انسان اعصابی تناؤ کا شکار ہو جاتا ہے۔ اگر کبھی کوئی اسے طعنہ دینے کے انداز میں احساس دلا دے کہ دیکھو، تمہاری گرل فرینڈ نے کیسا بے ہودہ لباس پہن رکھا ہے تو اسے غصہ آ سکتا ہے۔ ہماری فیملی نے سلمان کی زندگی میں آنے والی تمام لڑکیوں کی بہت عزت کی ہے۔ میں نے اپنے بچوں کی نجی زندگی میں کبھی دخل نہیں دیا کیونکہ میں ان مراحل سے گزر چکا ہوں۔ مجھے اندازہ ہے کہ کس وقت میری اولاد کے کیا جذبات ہو سکتے ہیں۔"

سلمان کے والد کی باتیں اپنی جگہ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سلمان کے ہر معاشقے کا اختتام کسی نہ کسی تنازع پر ہوا ہے اور ان کے کسی بھی عشق کی بیل منڈھے نہیں چڑھی۔ عام تاثر یہی ہے کہ اس کی وجہ ان کی مشتعل مزاجی اور محبوباؤں کے ساتھ کنیزوں جیسا رویہ اختیار کرنا ہے۔ امیتابھ بچن نے ایک بار سلمان کے مزاج اور اس کی فطرت کے بارے میں فلم "نصیب" کے اس گانے کے ذریعے تبصرہ کیا تھا "یاروں کا میں یار، دشمنوں کا دشمن۔"

یہ بات درست لگتی ہے کہ سلمان کی دوستی اور دشمنی، دونوں میں ہی شدت ہوتی ہے۔ وہ جذباتی اور تند مزاج تو بہرحال ہیں لیکن دوستی اور دشمنی، دونوں ہی پوری طرح نبھاتے ہیں تاہم ان کے تایا کا یہ بھی کہنا ہے کہ ان کا غصہ وقتی ہوتا ہے اور جلدی ختم ہو جاتا ہے۔ اس میں بھی شک نہیں کہ میڈیا نے ان کے جھگڑوں کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا ہے۔ ان جھگڑوں کی خبروں میں ان کی نرم دلی اور انسان دوستی کا پہلو دب کر رہ گیا ہے۔

ویویک اوبرائے نے ان کے خلاف جو پریس کانفرنس کی تھی، اس کے بارے میں کچھ عرصے بعد خود ویویک نے افسوس کا اظہار کیا تھا کہ شاید پریس کانفرنس کر کے اس نے اچھا نہیں کیا۔ اس نے سلمان سے صلح کرنے کی بھی کئی بار کوشش کی لیکن سلمان نے اس کی طرف دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھایا۔ صرف شاہ رخ خان سے سلمان کی صلح ہوئی اور وہ بھی کیمروں کے ہجوم کے سامنے۔ اس صلح کے بولی وڈ میں عرصے تک چرچے بھی ہوتے رہے۔

(جاری ہے)

سیمیں نغمانہ

کہا جاتا ہے کہ 2008 میں ایک پارٹی کے دوران سلمان اور شاہ رخ میں جھگڑا ہوا تھا۔ بہرحال اس سے پہلے دونوں پیشہ ورانہ طور پر بھی ایک دوسرے کے حریف چلے آ رہے تھے۔ سلمان جب پہلی بار ہیرو بنے، شاہ رخ نے اس کے دو سال بعد بولی وڈ میں قدم رکھا تھا۔ دونوں اپنا اپنا منفرد مقام بنانے میں کامیاب رہے تھے۔ یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ فلم انڈسٹری میں دونوں کا اپنی اپنی جگہ باقاعدہ ایک "کیمپ" بن گیا تھا لیکن شاہ رخ نے بارہا اپنے انٹرویوز میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ سلمان کی فیملی نے ان کی جدوجہد کے ابتدائی دور میں ان کی بہت مدد کی اور جب انہوں نے کام شروع کیا تو سلمان نے بھی ان کی بہت ہمت افزائی کی۔ ایک ٹی وی انٹرویو میں تو شاہ رخ نے سلمان کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملا دیئے۔

1990 کی دہائی کے دوران شاہ رخ اور سلمان اچھے دوست مشہور تھے۔ ان میں پیشہ ورانہ رقابت نظر نہیں آتی تھی۔ 1995 میں "دل والے دلہنیا لے جائیں گے" کی مثالی کامیابی کے بعد شاہ رخ بولی وڈ کے "کنگ خان" کا خطاب پا چکے تھے جب کہ سلمان "ہم آپ کے ہیں کون" کی زبردست کامیابی کے باوجود اپنے ناکام معاشقوں اور تنازعات کی وجہ سے "بیڈ بوائے آف بولی وڈ" کہلاتے تھے۔ ان کے تعلقات میں ناخوشگواری کا آغاز اسی وقت سے ہوا تھا جب "چلتے چلتے" کی شوٹنگ کے دوران سلمان، ایشوریا سے لڑنے پہنچ گئے تھے اور اسی دوران شاہ رخ سے بھی الجھ بیٹھے تھے۔ تاہم 2004 میں فرح خان نے اپنی شادی کے موقع پر ان دونوں کے درمیان صلح کرا دی تھی جس کے بعد سلمان، کترینا کے ساتھ "کون بنے گا کروڑ پتی" کے 2007 کے ایڈیشن میں مہمان کے طور پر شریک ہوگئے تھے جس کے میزبان شاہ رخ خان تھے۔

اس موقع پر شاہ رخ نے سلمان کی خوب تعریفیں کی تھیں۔ اس کے بعد شاہ رخ کی اپنی پروڈکشن "اوم شانتی اوم" میں بھی سلمان، مہمان اداکار کے طور پر نمودار ہوگئے تھے لیکن سننے میں آیا ہے کہ اس کے بعد جب سلمان نے اپنی ہوم پروڈکشن "میں اور مسز کھنہ" میں شاہ رخ کو مہمان اداکار کے طور پر آنے کے لئے کہا تو شاہ رخ نے انکار کر دیا جس کا سلمان نے بہت برا منایا۔ یوں ایک بار پھر ان کے درمیان کھنچاؤ پیدا ہوگیا۔ اس کے علاوہ فلم کی بڑی اسکرین کے ساتھ ساتھ ٹی وی کی چھوٹی اسکرین پر بھی ان کے درمیان مقابلے اور پیشہ ورانہ رقابت کی فضا نظر آنے لگی۔

2008 میں جب سلمان زی ٹی وی کا شو "دس کا دم" کر رہے تھے تو اسٹار ٹی وی نے اپنے شو "کیا آپ پانچویں پاس سے تیز ہیں" کے لئے بطور میزبان شاہ رخ کی خدمات حاصل کرلیں۔ بظاہر دونوں اسٹارز کے درمیان خوشگوار مراسم دکھائی دے رہے تھے لیکن اندر ہی اندر تناؤ تھا جس کا اچانک ہی 16 جولائی 2008 کو دھماکے دار انداز میں اظہار ہوا۔ اس تاریخ کو سلمان نے کترینا کی سالگرہ منانے کے لئے ممبئی کے "اولیو بار" میں ایک پارٹی کا اہتمام کیا تھا۔ شاہ رخ اور ان کی بیگم گوری خان بھی اس پارٹی میں مدعو تھے۔

پارٹی اس وقت اپنے شباب پر تھی جب بولی وڈ کے دونوں بڑے خان ایک بار پھر ایک دوسرے سے الجھ پڑے۔ سننے میں آیا ہے کہ بدمزگی اس وقت شروع ہوئی جب سلمان نے شاہ رخ کے ٹی وی شو کا مذاق اڑایا اور اس کے مقابلے میں اپنے ٹی وی شو کو زیادہ کامیاب قرار دیا۔ صرف یہی نہیں، سلمان نے شاہ رخ سے یہ سوال بھی کر ڈالا کہ انہوں نے سلمان کی فلم میں مہمان اداکار کے طور پر کام کیوں نہیں کیا تھا۔ ایک اخباری رپورٹ کے مطابق شاہ رخ پہلے تو سلمان کی باتیں سن کر بھی ان سنی کرتے رہے لیکن جب وہ باز نہ آئے تو شاہ رخ نے آخر ایسا جواب دیا جو سلمان کے لئے یقیناً ناقابل برداشت تھا۔ دونوں کے درمیان ہاتھا پائی کی نوبت آ گئی لیکن گوری خان فوراً شاہ رخ کو کھینچ کھانچ کر ایک طرف لے گئیں اور پھر جلد ہی دونوں میاں بیوی پارٹی سے رخصت ہوگئے۔

اس کے بعد دونوں نے اس واقعے کے بارے میں یا ایک دوسرے کی ذات کے بارے میں کوئی بیان نہیں دیا لیکن یہ صاف ظاہر تھا کہ دونوں کے درمیان بات چیت بند ہو چکی تھی۔ دو سال بعد سلمان نے ایک انٹرویو کے دوران ایک سوال کے جواب میں اس موضوع پر زبان کھولی۔ ان سے پوچھا گیا تھا کہ کیا وہ اور شاہ رخ دوبارہ بھی دوست بن سکیں گے؟ سلمان نے اس کے جواب میں کہا "میرے پاس اس سوال کا جواب نہیں ہے...... یا پھر شاید میرا جواب نفی میں ہے۔ ہمارے درمیان بات چیت نہیں ہے لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ ہم ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ ہم ایک دوسرے سے آنکھ نہیں ملاتے لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ہمارے درمیان "آنکھ کے بدلے آنکھ" والی صورتحال چل رہی ہے۔ وہ اپنی جگہ خوش ہے، میں اپنی جگہ خوش ہوں۔"

اس کے بعد کئی سال تک دونوں اسٹارز کسی ایک چھت کے نیچے یکجا نہیں ہوئے۔ کسی تقریب میں اگر دونوں مدعو ہوتے تب بھی ایک اس وقت وہاں پہنچتا جب دوسرا وہاں سے جا چکا ہوتا۔ میڈیا کو اس صورتحال کی وجہ سے خوب خبریں بنانے کے مواقع ملتے تھے۔

شاہ رخ خان نے 2013 میں ایک انگریزی روزنامے سے بات چیت کرتے ہوئے اس موضوع پر یوں اظہار خیال کیا "میں اور سلمان 20 سال تک گہرے دوست رہے ہیں لیکن پچھلے چار سال سے ہمارے درمیان کچھ مسئلہ ہے اور ہم ایک دوسرے سے نہیں ملتے۔ شاید کبھی ہمارے اختلافات دور ہو جائیں۔ ہم دونوں کا ایک ساتھ کسی فلم میں کاسٹ ہونا یا کسی کا ہمارے درمیان صلح کرانا اس مسئلے کا حل نہیں ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ مسئلہ کس طرح حل ہوگا لیکن میری خواہش ضرور ہے کہ مسئلہ حل ہو جائے۔"

فلم اسٹارز کی انا عام طور پر بہت اونچی ہوتی ہے۔ شاہ رخ خان کا شمار بھی ایسے ہی اسٹارز میں ہوتا ہے۔ دوسری طرف سلمان خان بھی جس طرح اپنی کئی فلموں میں دوستی اور دشمنی، دونوں ہی میں کسی بھی حد تک جانے کے لئے تیار نظر آتے ہیں، ایسے ہی وہ حقیقی زندگی میں بھی ہیں تاہم ایک وقت ایسا بھی آیا جب دونوں نے ہی باہمی رنجش کو ختم کرنے کے لئے ایک دوسرے کی طرف قدم بڑھا دیا۔

یہ انہونا سا واقعہ ایک افطار پارٹی میں پیش آیا جس کے میزبان ان دونوں کے مشترکہ دوست بابا صدیقی تھے۔ یہ 22 جولائی 2013 کی بات ہے۔ افطار پارٹی تاج محل ہوٹل میں تھی۔ پانچ سال بعد یہ موقع آیا تھا کہ شاہ رخ اور سلمان ایک ہی چھت تلے موجود تھے۔ سلمان اپنی نشست سے اٹھ کر اس وقت کے مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ پرتھوی راج چاون سے ملنے ان کے پاس پہنچے۔ اتفاق سے پرتھوی راج اس وقت شاہ رخ خان کے قریب بیٹھے تھے۔

جب سلمان وزیر اعلیٰ سے مل رہے تھے اور رسمی کلمات کا تبادلہ ہو رہا تھا، اس وقت شاہ رخ خان، سلمان کے پیچھے کھڑے تھے اور انہوں نے منہ پھیر کر اپنی پیٹھ سلمان کی طرف کرلی تھی۔ دونوں ہی سپر اسٹارز یہ ظاہر کر رہے تھے جیسے وہ ایک دوسرے کی موجودگی سے بے خبر ہیں۔ سلمان، وزیر اعلیٰ سے ملنے کے بعد واپس اپنی نشست کی طرف بڑھے لیکن پھر نہ جانے ان کے دل میں کیا خیال آیا کہ وہ پلٹے اور انہوں نے عقب سے شاہ رخ خان کے کندھے پر ہولے سے ہاتھ مارا۔ شاہ رخ خان نے بری طرح چونک کر پلٹ کر دیکھا تو سلمان نے بازو پھیلا دیئے۔ شاہ رخ نے ذرا بھی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کیا اور گرم جوشی سے سلمان سے بغل گیر ہوگئے۔ کیمرے کی آنکھ نے یہ سارا منظر محفوظ کر لیا۔ سلمان اور ویویک اوبرائے کے درمیان پیدا ہونے والی خلیج تو ختم نہ ہو سکی لیکن سلمان اور شاہ رخ کے درمیان بہرحال چند برس قطع تعلق رہنے کے بعد دوستی بحال ہوگئی اور اس کے لئے قدم بڑھانے میں پہل بھی سلمان نے ہی کی۔ اس سے ایک بار پھر یہی ثابت ہوتا ہے کہ سلمان کو سمجھنا بہرحال مشکل ہے۔

اسے قسمت کی ستم ظریفی ہی کہا جا سکتا ہے کہ سلمان کے دادا پولیس میں ڈی آئی جی کے عہدے تک پہنچے اور اپنی ملازمت کے دوران انہوں نے بہت سے مجرموں کو پکڑ کر جیل بھجوایا لیکن سلمان کو اپنی زندگی میں ملزم کی حیثیت سے نہ صرف مختلف عدالتوں میں بہت سی پیشیاں بھگتنی پڑیں بلکہ کچھ دن جیل میں بھی گزارنے پڑے۔ اٹھارہ سال سے وہ ممبئی سے جودھپور کی عدالت میں حاضریاں دینے جا رہے ہیں جہاں ان پر کالے ہرنوں کے شکار کا مقدمہ چل رہا ہے۔ یہ مقدمہ 1998 میں درج ہوا تھا۔ سلمان ان دنوں "ہم ساتھ ساتھ ہیں" کی شوٹنگ کے لئے جودھپور گئے ہوئے تھے۔

سیف علی خان، ستیش شاہ، تبو، نیلم اور سونالی بیندرے بھی اس مقدمے میں نامزد ہوئے تھے لیکن کسی نہ کسی طرح ان کی جان بچ گئی۔ سلمان کے خلاف اصل میں اس علاقے کی ایک برادری اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ انہی لوگوں نے شکار کئے گئے دو کالے ہرن کسی طرح برآمد کر کے پولیس کو بطور ثبوت مہیا کئے تھے۔ جودھپور میں بہت سے لوگوں کی یہ رائے بھی تھی کہ سلمان کو باقاعدہ ایک سازش کے تحت اس چکر میں پھنسایا گیا تھا۔

17 فروری 2006 کو چیف جوڈیشل مجسٹریٹ برجیندر کمار جین نے سلمان کو ایک سال قید کی سزا سنا دی۔ سلمان نے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن کورٹ میں اس فیصلے کے خلاف اپیل کر دی۔ بعد میں یہ کیس راجستھان ہائی کورٹ میں بھیج دیا گیا، جہاں سے حال ہی میں سلمان کو 18 سال سے چلتے ہوئے اس مقدمے میں بری کر دیا گیا ہے۔ ہرن، جن بندوقوں سے شکار کئے گئے، ان کے لائسنس بھی نہیں تھے۔ اس لئے اس کیس کے متوازی سلمان خان پر غیر قانونی ہتھیار رکھنے کا ایک مقدمہ الگ سے چل رہا ہے۔ برجیندر کمار جین نے اس مقدمے میں بھی سلمان کو ایک سال کی سزا سنائی تھی۔

برجیندر کمار کی شہرت ایک دیانتدار جج کی تھی۔ انہوں نے سلمان کو جو سزائیں سنائیں، وہ ان کے جرم کے مقابلے میں کافی سخت معلوم ہوتی ہیں۔ اس کی ایک وجہ تھی۔ حقیقت یہ تھی کہ سلمان نے ابتدا میں جس وکیل کی خدمات حاصل کیں، اسی نے ان کا کیس بگاڑ دیا۔ ظاہر ہے سلمان کو تھانے کچہری کا کوئی تجربہ نہیں تھا اور جب ان پر مقدمہ قائم ہوا تو وہ پریشان تھے۔ ان کے وکیل نے انہیں تسلی دی کہ اس نے مجسٹریٹ سے بات کرلی ہے اور وہ رشوت لے کر انہیں بری کرنے کے لئے تیار ہے۔

سلمان فوراً اس سودے بازی کے لئے آمادہ ہوگئے اور مبینہ طور پر انہوں نے وکیل کو رشوت کے لئے اچھی خاصی رقم دے دی۔ اس بات کی بھنک میڈیا کو پڑ گئی اور مبہم انداز میں ہی سہی، لیکن یہ خبر بہرحال گردش کرنے لگی کہ سلمان جج کو پیسہ کھلا کر معاملہ رفع دفع کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ تھی کہ برجیندر کمار نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی، وہ رشوت خور نہیں تھے، انہوں نے کبھی کسی کیس میں رشوت نہیں لی تھی، انہیں بہت غصہ آیا کہ ان کی شہرت کو داغدار کیا گیا تھا۔ یوں سلمان کا کیس خراب ہوگیا اور جج صاحب نے انہیں اتنی سخت سزا سنائی۔ بہرحال یہ کیس اب راجستھان ہائی کورٹ میں ختم ہوگیا ہے۔

سلمان پر دوسرا مقدمہ نشے کی حالت میں، ڈرائیونگ لائسنس کے بغیر گاڑی چلانے اور ایک شخص کو گاڑی تلے کچل کر ہلاک کرنے کا چل رہا ہے۔ اس میں سلمان نے موقف اختیار کیا تھا کہ وقوعے کے وقت گاڑی وہ نہیں چلا رہے تھے۔ ان کے وکیل نے انہیں بیمار قرار دے کر اور ان کی فلاحی خدمات کا تذکرہ کر کے عدالت کو ان کے بارے میں نرم رویہ اختیار کرنے پر مائل کرنے کی کوشش کی لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ان کے ایک سابق باڈی گارڈ رویندر پال کی گواہی نے انہیں مجرم قرار دلوا دیا۔

(جاری ہے)

آخری قسط

فلمی اداکاروں میں باڈی بلڈنگ سب سے پہلے سنی دیول نے شروع کی تھی جس کے بعد ہیروز میں یہ رجحان شروع ہوا لیکن اسے بہت زیادہ مقبول بنانے کا سہرا سلمان کے سر ہے۔ انہوں نے بہت سے دوسرے فلمی اداکاروں میں ہی باڈی بلڈنگ کا شوق پیدا نہیں کیا بلکہ ان کے بے شمار مداحوں نے بھی ان کی تقلید کی۔ آج بھی ریتک روشن، شاہد کپور اور ارجن کپور جیسے اسٹارز ورزشوں کے سلسلے میں سلمان خان سے ٹپس لیتے ہیں۔ ان کے تایا نعیم خان کو ورزشوں کا بہت شوق تھا۔ سلمان نے ان سے متاثر ہو کر اندور میں نوجوانی کے آغاز سے ہی ورزش شروع کر دی تھی۔

اب وہ صرف جسم کو خوبصورت رکھنے کے لئے ہی ورزش نہیں کرتے بلکہ کسی پریشانی اور اعصابی تناؤ کے دوران بھی ورزش میں ہی پناہ تلاش کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنی پہلی ہی فلم میں اپنے ورزشی جسم کی نمائش کر ڈالی تھی اور تب سے اب تک ان کی شاید ہی کوئی ایسی فلم ہو جس میں انہوں نے اپنے جسم کی نمائش نہ کی ہو...... اور ان کی تازہ ترین فلم "سلطان" میں تو انہیں با قاعدہ ایک پہلوان ہی کے کردار میں پیش کیا گیا ہے۔ ویسے بولی وڈ میں انہیں اس فلم سے بہت پہلے "سلطان" کا خطاب مل چکا ہے اور فلمی اخباروں، رسالوں میں عموماً ان کا تذکرہ "بولی وڈ کے سلطان" کی عرفیت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ شاہ رخ اگر بولی وڈ کے بادشاہ ہیں تو سلمان بولی وڈ کے سلطان ہیں۔

تاہم گھر میں وہ بالکل ایک عام سے انسان ہوتے ہیں۔ گھر میں انہیں دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ بولی وڈ کے اتنے بڑے اسٹار ہیں۔ انہیں اب بھی کسی بات پر ابا سے ڈانٹ پڑ جاتی ہے اور وہ سر جھکا کر سنتے ہیں۔ یہ سلیم خان کا کمال ہے کہ انہوں نے اتنی بڑی فیملی کو یکجا رکھا ہوا ہے۔

سلمان کی فلم "کک" میں ایک مکالمہ تھا "میرے بارے میں اتنا مت سوچنا، میں دل میں آتا ہوں، سمجھ میں نہیں آتا۔" یہ مکالمہ سلمان کی حقیقی زندگی پر بھی فٹ بیٹھتا ہے۔ وہ سوچتے بھی دل سے ہیں اور دل کے کہے پر ہی زیادہ عمل کرتے ہیں۔ وہ دماغ سے زیادہ کام لے کر شاطر بننے کی کوشش نہیں کرتے۔ وہ اپنے لئے فلم منتخب کرتے وقت بھی زیادہ سوچ بچار میں نہیں پڑتے۔ جس اسکرپٹ پر نظر ڈال کر، ان کا دل اس کو پسند کر لیتا ہے، وہ اس کے لئے ہامی بھر لیتے ہیں۔ زیادہ باریکیوں میں نہیں جاتے۔

دل کے کہنے پر چلتے ہوئے ہی وہ آج پچاس سال کی عمر میں بھی بولی وڈ کے سلطان ہیں۔ ایک بار ایک انٹرویو میں ان سے پوچھا گیا کہ ان کے خیال میں کون ان کی جگہ لے سکتا ہے، تو انہوں نے جواب دیا "سلمان کی جگہ تو صرف سلمان ہی لے سکتا ہے۔"

پھر انہوں نے فلم "شعلے" میں اپنے والد کا لکھا ہوا مکالمہ تبدیل کر کے دہرایا "جس طرح گبر سنگھ کو صرف گبر سنگھ ہی مار سکتا ہے۔"

فلم میں اصل مکالمہ کچھ یوں تھا "تمہیں گبر سے اگر کوئی بچا سکتا ہے تو وہ صرف گبر ہی ہے۔"

بہر حال فلموں میں اگر سلمان کی جگہ کسی اور نے لے بھی لی، تب بھی، لوگوں کے دلوں میں سلمان نے جو جگہ بنا لی ہے وہ کوئی اور نہیں لے سکے گا۔ وہ لوگوں کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ وہ زندگی کے ہر معاملے میں دل کے کہنے پر چلتے ہیں۔ دوستی، دشمنی، عشق، سبھی کچھ دل کے کہنے پر کرتے ہیں۔ ایک طرف وہ بے پروائی یا نشے کی حالت میں ڈرائیونگ کرتے ہوئے، فٹ پاتھ پر لیٹے ایک غریب مزدور کو گاڑی سے کچل کر ہلاک کرنے کے مقدمے میں ملوث ہوتے ہیں تو ایک ظالم انسان نظر آتے ہیں لیکن جیل جا کر وہ دوسرے قیدیوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں کہ وہ سب ان کے مرید ہو جاتے ہیں۔ ان قیدیوں کی نظر میں وہ ایک انتہائی مہربان، شفیق اور رحمدل انسان ہیں، ہر ایک کے آڑے وقت میں کام آتے ہیں۔

فلمی دنیا میں بھی یہی عالم ہے۔ وہ ہر ایک کے آڑے وقت میں کام آتے ہیں۔ اسٹوڈیو کا ہر چھوٹا بڑا انہیں "بھائی جان" کے نام سے یاد کرتا ہے۔ بچوں سے انہیں بہت پیار ہے۔ ان کی این جی او "بی انگ ہیومن" (Being Human) بھی غریب اور نادار بچوں کے لئے ہی کام کرتی ہے۔ این جی او بنانے کا خیال انہیں یوں آیا کہ ان کے پاس بہت سے لوگ مدد مانگنے آتے تھے۔ زیادہ تر علاج معالجے کے سلسلے میں مدد کے طالب ہوتے تھے۔ آخر کار سلمان کو خیال آیا کہ لوگوں کی مدد اور فلاحی کاموں کے لیے کیوں نہ ایک با قاعدہ ادارہ بنا لیا جائے تا کہ زیادہ منظم انداز میں، وسیع پیمانے پر لوگوں کی مدد کی جا سکے۔

ابتداء میں یہ تنظیم صرف کینسر کے مریضوں کی مدد کے لئے قائم کی گئی تھی کیونکہ کینسر کا علاج بہت مہنگا ہے، ایک عام اور غریب آدمی اس علاج کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اب تو بہت سے لوگ اس تنظیم کی مدد کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں لیکن ابتداء میں کافی عرصے تک اسے سلمان نے تنہا ہی چلایا ہے اور اب بھی اس کے اصل روح رواں وہی ہیں۔ اب یہ تنظیم غریب اور نادار بچوں کی تعلیم اور علاج معالجے کے سلسلے میں کام کرتی ہے۔ بے شمار لوگوں کی مدد کرنے کے علاوہ اب تک یہ تنظیم 600 بچوں کے دل کا آپریشن بھی کرا چکی ہے۔ 30 سے 40 افراد روزانہ سلمان کے گھر پہنچتے ہیں جو کسی نہ کسی قسم کی مدد کے طلبگار ہوتے ہیں۔ ان میں سے روزانہ 15 افراد کو منتخب کر کے سلمان کی این جی او میں بھیجا جاتا ہے جو علاج معالجے اور سرجری کے سلسلے میں ان کی ہر ممکن مدد کرتی ہے۔ سلمان کے فلاحی کاموں میں ان کے والد سلیم خان بھی ان کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ صبح آٹھ بجے سے سلمان کے گھر کے سامنے ضرورت مندوں کی قطار لگنا شروع ہو جاتی ہے۔

سلمان اپنی جیب سے این جی او کے لئے رقم دینے کے علاوہ مصوری بھی کرتے ہیں۔ ان کی پینٹنگز کی نیلامی سے جو رقم حاصل ہوتی ہے وہ بھی این جی او میں جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اب این جی او کے نام والی شرٹس اور بھی دکانوں پر بکتی ہیں۔ ان کی فروخت سے ہونے والی آمدنی بھی این جی او کو جاتی ہے۔ سلمان کو ایک فلم سے 100 کروڑ سے لے کر 300 کروڑ تک آمدنی ہوتی ہے۔ اس کا ایک بڑا حصہ فلاحی کاموں میں صرف ہوتا ہے۔ اب سلمان نے ریسٹورنٹس کھولنے اور ورزش کا سامان فروخت کرنے کا کاروبار بھی شروع کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کاروباروں سے ہونے والی آمدنی کا ایک بڑا حصہ بھی فلاحی کاموں میں خرچ ہوگا۔

بعض لوگ، جن میں کچھ صحافی بھی شامل ہیں، ان کا خیال ہے کہ سلمان کے فلاحی کاموں کا ایک مقصد اپنا "بیڈ بوائے" والا امیج ختم کرنا بھی ہے۔ سلمان تسلیم کرتے ہیں کہ کسی حد تک یہ بات درست ہے لیکن مکمل طور پر نہیں۔ انہوں نے چند سال قبل ایک فلم پروڈکشن کمپنی بھی قائم کی ہے جس کا نام انہوں نے اپنے اور اپنی این جی او کے نام کو ملا کر بنایا ہے۔ اس کمپنی کے تحت انہوں نے 2011ء میں فلم "چلر پارٹی" بنائی تھی جس میں بہت سے بچوں نے کام کیا تھا اور اسے بچوں کی بہترین فلم کا ایوارڈ بھی ملا تھا۔ ان کی پروڈکشن کمپنی کی آمدنی بھی این جی او کو جاتی ہے۔

کبھی کبھار ان کی این جی او دوسرے فلاحی اداروں کی مدد بھی کرتی ہے۔ 2012ء میں ان کی این جی او نے یو پی کی ایک این جی او کو 40 روپے کا لاکھ عطیہ دیا تھا تا کہ اس ریاست کی جیلوں سے 400 ایسے قیدیوں کو رہائی دلوائی جا سکے جو محض اس لئے قید کاٹ رہے تھے کہ وہ چند ہزار جرمانہ ادا کرنے کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے۔ تاہم خود سلمان کے جیل جانے کا خطرہ برقرار تھا۔ وہ ذہنی طور پر اس کے لئے تیار تھے کہ اپنے مقدمات کے نتیجے میں تین سے پانچ سال تک کے لئے جیل جا سکتے ہیں لیکن انہوں نے مقدمات ختم کرانے یا قید سے بچنے کے لئے کبھی کوئی سیاسی یا کسی اور قسم کی مدد حاصل کرنے اور اپنا اثر رسوخ استعمال کرنے کی کوشش نہیں کی۔

انہوں نے زندگی میں ہر قسم کے حالات کا مقابلہ حوصلے اور جرأتمندی سے کیا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ ان کی فلمیں اوپر تلے فلاپ ہو رہی تھیں اور شاہ رخ خان کی کامیاب ہو رہی تھیں لیکن وہ مایوس یا بددل نہیں ہوئے اور ان کی کامیابیوں کا دور لوٹ آیا۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ 27 سال سے وہ بولی وڈ پر راج کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میرا بھی دل چاہتا ہے کہ اس چھوٹے سے اپارٹمنٹ کے بجائے

بہت شاندار بنگلے میں رہوں، بہت شاندار اور مہنگی گاڑی..... بلکہ ہو سکے تو ہوائی جہاز بھی خریدوں، لیکن میں اپنی ان خواہشات کو دبا لیتا ہوں اور ان پر، فلاحی کاموں کو ترجیح دیتا ہوں۔ میں اپنی پرانی جینز اور اپنی این جی او کی شرٹس میں ہی گزارا کرتا رہتا ہوں۔ جو لوگ پہلی بار میرے چھوٹے سے اپارٹمنٹ میں داخل ہوتے ہیں اور میرا رہن سہن دیکھتے ہیں وہ حیران رہ جاتے ہیں۔ میرے پاس صرف ایک بیڈ روم ہے۔ میں کچھ ایسے کام کرنا چاہتا ہوں جو میرے مرنے کے بعد بھی جاری رہیں اور ان کی وجہ سے مجھے یاد کیا جاتا رہے۔

جس وقت یہ سطور قلمبند کی جا رہی ہیں، ان کی تازہ ترین فلم "سلطان" تقریباً 700 کروڑ کا بزنس کر چکی ہے۔ وہ کہتے ہیں "مجھے نہیں معلوم کہ میری فلمیں کب تک کامیاب ہوتی رہیں گی، لیکن ایک روز بہر حال ایسا آئے گا جب میری فلمیں فلاپ بھی ہوں گی یا پھر شاید اس سے پہلے ہی مجھے فلمیں ملنی بند ہو جائیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس وقت بھی میرے پاس کرنے کے لئے کوئی کام ہو۔ شاید اس وقت میں فل ٹائم فلاحی کام کروں جو آج کل میں پارٹ ٹائم کرتا ہوں۔ شاید فلموں سے زیادہ خوشی مجھے فلاحی کاموں سے حاصل ہو۔ کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ کل اس کے ساتھ کیا ہونا ہے۔ میں بھی نہیں جانتا۔ میں تو یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ میں پچاس سال کی عمر تک ہیرو آتا رہوں گا۔ زندگی میں مجھے میری توقعات سے زیادہ ملا ہے...... اور خواہشات کا کیا ہے...... اگر آپ خواہشات پوری کرنے کے چکر میں پڑ جائیں تو پھر یہ بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں۔ کوئی بھی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کی سب خواہشات پوری ہو گئی ہیں۔"

یہ باتیں بولی وڈ کے رنگا رنگ ماحول میں رہنے والا ایک سپر اسٹار کرتا ہے جس کی سالانہ آمدنی سیکڑوں کروڑ میں ہے۔ دنیا میں نہ جانے کتنے انسان ہوں گے جنہیں سلمان کی ان باتوں سے کچھ سیکھنے کی ضرورت ہے لیکن شاید وہ کبھی نہیں سیکھیں گے، کیونکہ یہ باتیں ہم سب کو پہلے بھی نہ جانے کتنی بار بتائی جا چکی ہیں۔ باتیں کرنا آسان ہے لیکن ان پر عمل کر کے دکھانا بہت مشکل ہے۔ سلمان ان کمیاب لوگوں میں سے ہیں جو اپنی سوچوں کے مطابق عمل کر کے دکھا رہے ہیں۔ البتہ یہ نہیں معلوم، کہ حال ہی میں انہوں نے رومانیہ کی ماڈل گرل ایولیا ونچر سے دسمبر 2016ء میں شادی کا جو ارادہ ظاہر کیا ہے، وہ اس پر عمل کر کے دکھا پائیں گے یا نہیں؟

(ختم شد)